





مختصر حیاتِ نعمتِ ملت

از

محمد حنیف حبیبی مصباحی

شیخ الحدیث دارالعلوم مجاہد ملت

NEYMATI GRAPHICS

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مختصر

حیات نعمت ملت

از

محمد حنیف حبیبی مصباحی
شیخ الحدیث دار العلوم مجاہد ملت
دھام نگر شریف

فہرست کتاب

منقبت در شان نعمت ملت

نتیجۂ فکر:۔ حضرت مولانا شہادت حسین برکاتی ،استاذ دارالعلوم مجاہد ملت

پیکر رشد و ہدایت نعمت ملت گئے
زندی بھر دیتے دعوت نعمت ملت گئے۔

کم سخن،شریں زباں، شریں بیاں اور پر اثر
چھوڑ کر اپنی فصاحت نعمت ملت گئے۔

سنت سرکارﷺ سے تھی زندگی پابندگی
لے کے تاج استقامت نعمت ملت گئے۔

یاد گار و پر تو آقا مجاھد کیا گئے
وہ مجاھد کی کرامت نعمت ملت گئے۔

کل اڑیسہ رو رہا ہے یاد میں آقا حضور
کہ گل باغ ولایت نعمت ملت گئے۔

زندگی کی سو بہاریں پا کے بھی وہ باغباں
اس جہاں سے اے شہادت نعمت ملت گئے۔

۷۸۶/۹۲

تقریظ جلیل

حضرت حبیب ملت صاحب قبلہ سجادہ نشیں خانقاہ حبیبیہ، دھامنگر شریف۔

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

بزرگان دین کی حیات وخدمات قوم مسلم کا سرمایہ اورنئی نسل کے لئے مشعل راہ ہے۔حضرت قاری نعمت اللہ حامدی حبیبی علیہ الرحمہ اس لحاظ سے بھی ہمارے لئے لائق احترام اورقابل تقلید ہیں کہ آپ حضور سیدی مجاھد ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے تربیت یافیہ اورآپ کی تحریک کے سرگرم رکن تھے۔حضور مجاھد ملت علیہ الرحمہ نے اپنے ماتحتوں کی رگ وپے میں عشق رسالت اوردین کے لئے قربانی دینے کا جذبہ بیکراں بھر دیا تھا۔اس کی زندہ و تابندہ مثال حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ کی متحرک وفعال زندگی ہے۔

بڑی خوشی ہوئی کہ آپ کی حیات وخدمات کے بہت سے گوشے کو میرے عزیز مولانا محمد حنیف حبیبی مصباحی شیخ الحدیث دارالعلوم مجاھد ملت نے ’’حیات نعمت ملت‘‘ میں یکجا کیا ہے۔کتاب کی کمپوزنگ، پروف ایڈنگ اورنظر ثانی سب کچھ دارالعلوم کے اساتذہ نے ہی کیا ہے۔ہمیں دارالعلوم کے لائق وفائق علما سے اسی طرح کی دینی خدمات کی توقع تھی اورہے۔ بلکہ دارالعلوم کی بنیاد دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کت فروغ واستحکام ہی کے لئے ارکھی گئی ہے۔دعاہے کہ اللہ رب العزت حضرت قاری صاحب کے علیہ الرحمہ کی تربت پاک پر انوار وتجلیات کیموسلا دھار بارش برسائے اوران کے فیوض وبرکات سے اہل سنت بالخصوص مسلمانان گوجدرہ کو مستفیض فرمائے۔کتاب کومقبولیت اورمولف کواپنے حفظ وامان میں رکھے اوردارالعلوم کے اساتذہ کے فیضان علمی میں برکت عطا فرمائے امین بجاہ حبیبیہ سید المرسلین علیہ والہ اکرم الصلوٰۃ التسلیم۔

۹۲/۸۶ ۷

حامداً ومصلیاً ومسلماً

عرض حال

آقائے نعمت سیدی ومرشدی حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے خلیفہ ہونے اور آپ کی تحریک کی بے لوث خدمت کرنے نیز اس راقم الحروف پہ بہت ہی کرم فرمائیوں کی وجہ سے حضور نعمت ملت علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات پر کام کرنے کی عرصئہ دراز سے خواہش تھی۔ اس لئے مورخہ ۱۲؍دسمبر ۲۰۱۰ء کو ایک ڈائیری میں سوانحی خاکہ لکھ کر حاضر کیا کہ حضرت علیہ الرحمہ اپنی حیات وخدمات کے تعلق سے کچھ یادداشت تحریر فرمادیں تاکہ اس کی روشنی میں کوئی معیاری کتاب ترتیب دی جاسکے۔ گاہ بگاہے ملاقات میں بھی یاددہانی کرتا رہا تقریباً تین سال بعد وصال سے ۲۲؍دن قبل آپ نے میری وہ کاپی یہ کہ کر عطا فرمایا کہ ''میں نے اپنے طور پر آپکی دلجوئی کیلئے کچھ باتیں لکھ دی ہیں دیکھ لیجئے''میں نے کاپی دیکھا تو چار ورق پہ مشتمل ایک مختصر سی تحریر تھی ابتدائی حالات کے علاوہ اگر کچھ تھا تو صرف حضور مجاھد ملت علیہ الرحمہ کا ذکر جمیل تھا۔ پھر ہم نے بذریعہ موبائل کچھ باتیں محفوظ کرنے کی کوشش کی اس موقع پر بھی آپ نے اپنی خدمات کے تعلق سے زیادہ کچھ کہنا پسند نہیں فرمایا۔ اس سے جہاں حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی ذات بابرکات کے ساتھ آپ کی گہری عقیدت ومحبت کا پتا چلتا ہے وہیں آپکا دامن عظمت ریا کاری کے داغ سے بھی پاک وصاف نظر آتا ہے۔

بہر حال ڈائیری میں آپکی وہ تحریر اور موبائل میموری میں محفوظ آپکی وہ گفتگو میرے لئے انمول سرمایہ ہے۔ اہل عقیدت کی تسکین قلب کے لئے ان چیزوں کو اس مختصر کتابچہ میں میں نے شامل کرنے کی کوشش کی ہے۔ وصال کے بعد مزید جانکاری کیلئے کٹک دوبار، کٹیا ایک بار اور گوجیدرہ ایک بار گیا۔ معلومات کا ایک معتد بہ حصہ ہاتھ تو لگا مگر اوراق میں ان ساری باتوں کو سمیٹنے کی گنجائش بھی کم ہے۔

مفتی محمد وجہ القمر صاحب رضوانی، مولانا محمد شمیم صاحب نعمتی، مولانا عبدالستار صاحب نعمتی اور گوجیدرہ جامع مسجد کے امام وموذن صاحبان کے علاوہ محترم ریاض الدین نعمتی صاحب کا کچھ زیادہ ہی ممنون ہوں جنہوں نے حضرت علیہ الرحمہ کے تعلق سے اچھی

خاصی معلومات فراہم کیں ریاض الدین بھائی نے اپنی دو کاپیاں دیں جن میں بہت سی باتیں محفوظ ہیں۔میرے دوست مولانا محمد شمیم نعمتی صاحب نے وہ میموری جن میں انہوں نے اپنے مرشد برحق کی گفتگو محفوظ کرر کھا تھا، مجھے بڑے شوق سے دیا۔ان کے یہاں رات گئے تک موبائیل سے حضرت کی گفتگو نوٹ کرتا رہا۔آج وہ ساری باتیں یکجا ہیں اور ''حیات نعمت ملت'' کی صورت میں آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں۔فالحمدللہ علیٰ ذٰلک

نور دیدۂ مجاہد ملت، حضرت حبیب ملت صاحب قبلہ کا شمیم قلب سے ممنون ہوں کہ آپ نے اپنی تقریظ جلیل سے نوازا جس سے کتاب کی اہمیت دو چند ہوگئی۔خانقاہ نعمتیہ کے عہدہ داران' دارالعلوم مجاہد ملت کے اساتذۂ کرام بالخصو مفتی محمد عثمان شمسی' مولانا محمد شہادت حسین مصباحی، مفتی محمد مشکور ازہری' مفتی محمد مشرف رضا مصباحی' اور مولانا محمد یوسف خان مجاھدی کا تہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی کمپوزنگ' پروف ریڈنگ اور مفید مشوروں کی وجہ سے میری یہ تحریر منظر عام پر آسکی۔خدائے قادر وقیوم ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔اس کتاب کو عقیدت کیشوں اور آنے والی نسلوں کے لئے مشعل ہدایت اور مجھ فقیر بارگاہ حبیب کے لئے سامان بخشش اور توشۂ آخرت بنائے' امین بجاہ سید المرسلین علیہ والہ وصحبہ افضل الصلوۃ والتسلیم۔

خاک پائے نعمت

محمد حنیف حبیبی مصباحی

خادم الحدیث دارالعلوم مجاہد ملت، دھام نگر شریف

۲۲ر محرم الحرام ۱۴۳۵ھ/ مطابق ۲۷ر نومبر ۲۰۱۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضور نعمت ملت، قاری محمد نعمت اللہ حامدی نور اللہ مرقدہ اساتذہ کے لئے باعث فخر معاصرین کے لئے قابل رشک اور نئی نسل کے لئے لائق تقلید اور مثالی شخصیت کے حامل تھے علم وعمل، تقویٰ وطہارت، زہد وورع اور فضل وکمال میں یگانہ اور بے مثال تھے۔ مادیت کی چمک اور دنیاوی رنگینی سے دور نماز اور تلاوت قرآن سے دلی رغبت تھی۔ صبر وشکر وتیرہ تھا اور سنت وشریعت کی پابندی آپ کا شیوہ۔

خدمت دین کے شوق نے آپ کو الہ آباد جیسے بارونق اور ثقافتی شہر سے گوجیدرہ جیسے گاؤں دیہات میں لا پہنچایا آپ نے مرشد گرامی کے حکم کی تعمیل کے لئے جامعہ حبیبیہ کی مسند تدریس چھوڑ کر ایک قریہ کے گوشۂ تنہائی میں ساری عمر گزار دی۔ یہاں آئے تو جنگل کو منگل بنا دیا۔ کردار وعمل، پاک دامنی وپاکبازی، محبت الٰہی اور عشق رسالت پناہی کی ایسی مثالیں قائم کیں کہ جو لوگ آپ کو مسجد کے امام کی حیثیت سے جانتے تھے وہ لوگ مرشد کامل سمجھ کر آپ کے قدموں میں اپنا سب کچھ قربان کر دینا بہت بڑی سعادت سمجھنے لگے۔

ولادت اور خاندانی حالات

اس موقع سے ریاض الدین مصباحی نے ایک واقعہ اپنی ڈائری میں لکھا ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے والدان دنوں چٹ کل میل کلکتہ میں کام کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا جب گھر آتے تو ''فرید بابا'' سے ضرور ملاقات کرتے اپنے گھر چلنے کی گزارش کرتے تھے ایک مرتبہ خود بابا نے کہا۔ ''ارے نور محمد آج میں تمہارے گھر جاؤں گا مچھلی روٹی کھاؤنگا'' والد صاحب اپنے ہمراہ بابا کو گھر لیکر چلے راستہ میں ایک برگد کے پاس بابا ٹھہر گئے اور فرمایا ''اس بار بھی تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ وہ بڑا عالم ہوگا اور تجھے ساتھ لیکر حج کو جائیگا''

بزرگ کی بشارت کا ظہور ہوا مورخہ ۱۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ بمقام گوری، پوسٹ رام پور ضلع غازی پور میں آپکی ولادت باسعادت ہوئی۔ والدہ حشمت بی بی مرحومہ

اور والد نور محمد مرحوم دیندار اور خدا ترس لوگ تھے۔ گھر بچہ کی پیدائش کو نعمت الٰہی سمجھ کر آپکا نام محمد نعمت اللہ رکھا۔ بڑے ہو کر اس بچہ نے دین کی وہ خدمت انجام دی کہ لوگ ''قاری ملت اور نعمت ملت'' سے یاد کرنے لگے۔

پڑھنے لکھنے کی عمر ہوئی تو محلّہ گوری کے اسکول میں داخل ہوئے مگر گھر کی مالی حالت نے درجہ تین سے زیادہ پڑھنے کی مہلت نہیں دی۔ مجبوراً ساڑھی کا کام کرنے کے لئے بنارس جانا پڑا لیکن طلب علم کے شوق نے آپ کو علم سے دور رہنے نہیں دیا۔ آپ دن بھر ساڑھی کا کام کرتے اور رات میں پڑھنے کے لئے جاتے۔ اب حضرت کے قلم حقیقت رقم سے پورا واقعہ سماعت کیجئے۔

''۱۳۵۴ھ میں بنارس آیا (میرے ایک چچا تھے) یہاں دن میں بنارسی ساڑھی کا کام کرتا تھا اور بعد نماز مغرب مدرسہ اشاعت الحق، بازار سدانند، میں قرآن شریف پڑھتا تھا۔ ختم قرآن پاک کے بعد حافظہ پڑھنے کا خیال ہوا۔ شب ہی میں حافظہ شروع کیا۔ ایک مہینہ میں ایک پارہ حفظ کرلیا۔ میرے والد صاحب علیہ الرحمہ مجھ کو دیکھنے کے لئے بنارس آئے تو میں نے ان سے کہا میں کام نہیں کرونگا۔ میں اب پڑھونگا۔ والد صاحب نے چچا مرحوم سے بات کیا تو انہوں نے کہا جب یہ کام نہیں کریں گے تو کھانا کیسے کھائیں گے۔ میں اپنے گھر کھانا نہیں کھلاؤنگا۔ پھر والد صاحب مرحوم نے چچا مرحوم کے ذریعہ ایک ہوٹل میں چار روپیہ مہینہ پر کھانے کا انتظام کیا۔ اور دن میں پڑھنے لگا۔ حافظہ کے استاد حافظ عبد الحکیم مرحوم نے مدرسہ چھوڑ دیا۔''

ابھی علمی تشنگی رفع نہیں ہوئی تھی کہ استاد کا ساتھ چھوٹ گیا اور ہوٹل کا قرضہ بھی ہو گیا۔ ایک طرف غربت اور دوسری طرف حصول علم کا شوق۔ آخر اِس شوق نے آپکو طلبہ پرور، علم نواز حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ کے قدموں تک پہنچا دیا۔ تفصیل قاری صاحب علیہ الرحمہ سے سنئے:۔ لکھتے ہیں کہ ''بنگال مرشدہ آباد سے قاری رحمت اللہ صاحب بنارس پڑھانے آئے میں نے ان سے اپنی غربت وغیرہ کی بات کی۔ قاری صاحب موصوف ۱۴ر شعبان کو الہ آباد جانے لگے تو مجھ سے کہا تم میرے ساتھ الہ آباد چلو میں اپنے استاد محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کے سپرد کردونگا وہ تمہارا سب انتظام کردیں گے۔ حافظ ہونے

کے بعد عالم ہو جاؤ تو بڑی اچھی بات ہوگی۔ مختصر یہ کہ میں الہ آباد پہنچا۔

حضرت (مجاهد ملت) نے مجھ سے فرمایا کہ حافظہ کہاں پڑھو گے؟ میں نے عرض کیا جہاں آپ کہیں گے وہاں پڑھونگا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ مدرسہ تعلیم القرآن میں حافظ عبدالوحید کے پاس پڑھو۔ (میں وہیں) پڑھنے لگا''

عہد طالب علمی کا ایک واقعہ

مفتی وجیہ القمر صاحب رضوانی نے حضرت علیہ الرحمہ سے منقول بچپن کا ایک واقعہ راقم الحروف سے بیان کیا۔ حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کے شوق، محنت اور لگن کا یہ عالم تھا کہ روزانہ استاد کو پندرہ پندرہ پارے سنادیا کرتے تھے۔ حافظ جی معمول کے مطابق آنکھ بند کئے سنتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے سمجھا حافظ جی سو رہے ہیں تو آپ نے قرآن شریف دیکھ لیا۔ حافظ صاحب سو نہیں رہے تھے سن رہے تھے فوراً ایک چھڑی اس زور کی دے ماری کہ ران زخمی ہوگئی۔ آپ نے والد صاحب سے اس کی شکایت نہیں کی۔ لیکن انہوں نے لنگڑا کر چلتے ہوئے دیکھا تو سبب پوچھا۔ قاری صاحب نے بتایا تو والد صاحب لے کر استاد کے پاس گئے اور کہا'' حافظ جی! آپ نے ٹھیک کیا ہے۔ آئندہ یہ اگر ایسی غلطی کرے تو ہڈی اور جان بچی رہے، آپ جو چاہیں سزا دیجئے۔

اس واقعہ سے بخوبی پتہ چلتا ہے کہ پہلے کے لوگ اولاد کی تربیت اور ان کی تعلیم کے لئے بچوں کے استادوں کا کتنا احترام کرتے تھے۔ جب کہیں طلبہ کے دلوں میں استاذ کی قدر و منزلت تھی۔ وہ استاذ کے سامنے انتہائی مودب رہتے اور علم کی برکتوں سے مالا مال ہوتے تھے۔

جامعہ حبیبیہ الہ آباد آمد

جب حفظ مکمل ہو چکا تو حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ نے آپ کی اعلیٰ تعلیم اور ضروری اخراجات کے لئے ایک راہ نکال دی۔ حضرت نعمت ملت رقم طراز ہیں۔ ''پھر ۱۳۵۸ھ ذی الحجہ میں مدرسہ مدینۃ العلم مسجد اعظم میں میری تعلیم کی ابتدا ہوئی (جواب جامعہ حبیبیہ ہے) کچھ ہی دنوں کے بعد حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم کو چار روپے وظیفہ کے طور پر دونگا حافظہ درجہ

حفظ کے بچوں کو پڑھاؤ تم فارسی وعربی کچھ پڑھتے رہو۔اس طور پر میں فارسی کی پہلی، حکایات لطیف، میزان الصرف حضرت مولانا الحاج محمد نعیم اللہ خان صاحب سے پڑھتا رہا۔ حضرت قبلہ کے حکم پر قرات سبعہ پڑھا۔ مشکوۃ شریف نصف کے بعد ترمذی شریف وغیرہ جب پڑھنے کی باری آئی تو حضرت سے عرض کی کہ حفظ کے بچوں کو پڑھانے کا وقت نہیں ہوتا لھذا دورہ کے بعد پڑھاؤنگا''

تعلیم وتربیت اور اساتذہ کرام

جامعہ حبیبیہ کے علمی ماحول اور اس کے باصلاحیت اساتذہ کی نگرانی میں آپ کا علمی سفر جاری رہا۔ حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی روحانی توجہ نے آپکی زندگی میں انقلاب برپا کردیا۔ حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ علوم دینیہ کے حصول میں شب وروز منہمک رہے۔ کھیل کود سے رغبت نہ تھی۔ احکام شرع کی پابندی خصوصیت کے ساتھ نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرنے کی بچپن سے جو عادت پڑگئی تھی بوڑھاپا کے ضعف ونقاہت سے بھی تبدیل نہ ہوسکی۔

چند اساتذہ کرام کے اسماء گرامی

حضرت شمس العلما مفتی نظام الدین حبیبی علیہ الرحمہ — بلیا
حضرت مولانا مفتی عبدالرب حبیبی علیہ الرحمہ — مرادآباد
حضرت مولانا الحاج نعیم اللہ خان حبیبی علیہ الرحمہ — چھپرہ
حضرت قاری رحمت اللہ حبیبی علیہ الرحمہ — مرشدآباد
حضرت حافظ عبدالوحید صاحب — الہ آباد

راقم الحروف نے عرض کیا کہ آپ نے حضور مجاھد ملت قدس سرہ سے کچھ پڑھا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''اس وقت ہمارے حضرت قبلہ باضابطہ درس نہں دیتے تھے۔ لیکن آپکی کوئی مجلس اور کوئی گفتگو معلومات سے خالی نہیں ہوتی تھی۔ بارہا جلسوں میں قریب سے بیان سننے کا موقع ملا۔ ایسی علمی گفتگو اب جلسوں میں کہاں ہوتی ہے؟ ہم جیسوں کے لئے ایسی مجلس درس گاہ سے کم نہ تھی پھر بھی حضرت قبلہ سے شرف تلمذ حاصل ہوا اس وقت

جب حضرت قبلہ کے ہمراہ حرمین شریفین کی پہلی حاضری کے لئے عازم سفر ہوا۔ یہ کی بات ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور! میں آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنا چاہتا ہوں لھذا بخاری شریف مجھے پڑھا دیں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا بخاری شریف ساتھ رکھ لو۔ چنانچہ میں نے دیگر اسباب سفر کے ساتھ بخاری شریف رکھ لیا۔ بمبئی کے مسافر خانہ میں بخاری کا پہلا درس ہوا۔ بحری سفر کا زمانہ تھا سفر میں اکتساب علم کا اچھا خاصا موقع ملا۔ کچھ اسباق مکہ معظّمہ میں ہوئے اور چند حدیثیں مدینہ منورہ میں پڑھیں۔ یوں تو مختلف مقامات میں حدیث کا درس لیتا رہا۔ لیکن ماشاء اللہ، بارگاہ رسول میں ایک عاشق رسول سے حدیث رسول پڑھنے کا لطف ہی کچھ اور تھا۔ الغرض اس طرح براہ راست ہمیں سیدی مجاہد ملت قدس سرہ کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔

چند رفقائے درس

راقم الحروف نے حضرت نعمت علیہ الرحمہ سے ان کے رفقائے درس کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''مختلف مقامات پر مختلف لوگوں کا ساتھ رہا ویسے فراغت ہم چار ساتھیوں کی ایک ساتھ ہوئی تھی۔

حافظ مولانا نورالحسن صاحب

مولانا فریدالحسن صاحب

حافظ مولانا عبدالحمید صاحب، مرادابادی۔

ایک صاحب اور تھے جنکا نام اس وقت ذھن میں نہیں ہے''

جامعہ حبیبہ میں تدریسی خدمات

دورہ کا سال ہوا تو کتابیں اہم اور محنت طلب آگئیں ان کے مطابعہ کے لئے زیادہ وقت کی ضرورت تھی۔ حفظ کے بچوں کو نہ پڑھانے سے خرچ تو نہیں ملے گا لیکن اپنی تعلیم اور مطالعہ کے لئے اچھا خاصا وقت مل جائے گا۔ حضرت علیہ الرحمہ کے حصول علم کے جذبہ نے سوکھی روٹی کھانا تو برداشت کیا مگر اہم کتابیں کم محنت سے پڑھنا گوارہ نہیں کیا۔ دو سال تک

انتہائی محنت اور لگن کے ساتھ تعلیم حاصل کرتے رہے۔ فراغت ہوگئی تو مولانا الحاج علیہ الرحمہ (مولانا نعیم اللہ خان) نے پھر جامعہ حبیبیہ میں پڑھانے کو کہا جو اس وقت جامعہ کے مدرس بھی تھے اور ناظم بھی۔ آپ نے پڑھانے شروع کیا۔ حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ کے حکم پر ۳۰/روپے تنخواہ ملنے لگی۔ کچھ دوری پر اٹالہ کی مسجد میں امامت کے فرائض انجام دئے۔ کچھ مدرسہ سے اور کچھ مسجد سے رقم مل جاتی جس سے آپ کے گھر بھر کا کام چلتا رہا۔ اس طرح آپ ایک عرصہ تک جامعہ حبیبیہ میں ناظرہ، حفظ، قرأت اور درس نظامی کی ابتدائی کتابوں کا درس دیتے رہے۔

چند مشاہیر تلامذہ

حضرت مولانا محمد شمیم اشرف ازہری	مورشش۔
حضرت مولانا سید محمد اشرف حبیبی علیہ الرحمہ۔	رگھوناتھ پور۔
حضرت مولانا محمد علی جناح حبیبی	گوجیدرہ۔
حضرت قاری فتح محمد حبیبی	الہ آباد۔
حضرت قاری محمد قمر الدین حبیبی	سورو۔
حضرت قاری محمد تاج الدین حبیبی	کٹک۔

ان کے علاوہ اس دور کے جامعہ حبیبیہ کے بعض تلامذہ جو بعد میں بڑے عالم دین بنے حضرت علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں۔

بیعت وخلافت

حضرت قاری صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے مرید ہونے کا واقعہ یوں ذکر کیا ''ان دنوں میں چچا مرحوم کی نگرانی میں پہلا دوسرا پارہ حفظ کر رہا تھا۔ شہزادہ اکبر سرکار اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان ایک دن بنارس تشریف لائے۔ چچا مرحوم نے مجھ سے کہا تم بھی مرید ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا مرید ہونے سے کیا ہوتا ہے؟ آپ نے کہا ہم سب لوگ حضرت سے بیعت ہیں تم بھی ہو جاؤ۔ سلسلہ میں رہو گے۔ مرشد کی

نگرانی ہوگی، اچھار ہیگا۔ میں نے بھی بہت سے لوگوں کے ساتھ حضور حجۃ الاسلام کا دامن تھام لیا۔ کم عمری تھی۔ زیادہ شعور نہ تھا اتنا یاد ہے کہ ایسا پرنور چہرہ میں نے کبھی نہیں دیکھا اور آج جب اسیؔ نوّے سال بعد یادداشت یہ زور دیتا ہوں تو یقین کے ساتھ کہ سکتا ہوں کہ اس وقت سے لیکراب تک اتنی وجیہہ اور بارعب شخصیت پھر میں نے کہیں نہیں دیکھی۔

حضور حجۃ الاسلام کا میں مرید ضرور ہوں لیکن پوری تعلیم وتربیت چونکہ حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی زیرنگرانی ہوئی اسلئے میرے پاس علم وآگہی اور فہم وفراست کا جو بھی تھوڑا بہت سرمایہ ہے وہ سب کچھ ہمارے حضرت قبلہ کی دین ہے، یہاں تک کہ مجھ فقیر ہیچ مداں کو اوراد ووظائف کے علاوہ سلسلہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا''۔

ایں سعادت بزور بازونیست

تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔

واقعی جن لوگوں نے حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی زیارت کی ہے وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت قاری صاحب قبلہ حضور مجاھد ملت کے پرتو اور عکس جمیل تھے۔آپ حامدی ضرور تھے۔مگر آپ پر حبیبی رنگ غالب تھا۔لباس وپوشاک،نشست وبرخواست،وضع قطع اور مشاغل ومعلومات میں آپ حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے نقش قدم پر تھے۔

چند مشاہیر خلفا

مفتی محمد قاسم مصباحی شیخ الحدیث مدرسہ غوثیہ رؤفیہ، دھام نگر شریف۔

مفتی محمد وجہ القمر رضوانی صدرالمدرسین مدرسہ مدینۃ العلم، کٹک۔

مولانا محمد مدثر حسین حبیبی مصباحی	اڑنگ۔
مولانا محمد کاظم صاحب	الہ آباد۔
قاری فتح محمد صاحب	الہ آباد۔
مولانا ابوطاہر حبیبی صاحب	بری، مارکونہ۔
مولانا عبدالستار نعمتی صاحب	جولاشاہی، کٹک۔
مولانا عزیز الرحمن نعمتی صاحب	کانتھی۔

مولانا محمد اسلم نعمتی صاحب — کولکاتہ۔
محترم عبدالرفیق نعمتی — تھوریا پاڑہ۔
حافظ محمد شکیل صاحب — الہ آباد۔
حافظ عبدالمجید صاحب — الہ آباد۔
مولانا عبدالمجید حبیبی صاحب — گوجیدرہ۔
حافظ عبدالرؤف حبیبی — کوڈرما۔
مولانا ناظم الدین مرحوم — بنگال۔
مولانا غوث محی الدین نعمتی — آندھرا۔
مولانا اکبر القادری صاحب — گوجیدرہ کے موجودہ امام صاحب
راقم الحروف محمد حنیف حبیبی مصباحی — خادم الحدیث دارالعلوم مجاہد ملت

ناموں کی یہ فہرست ناتمام ہے کسی صاحب کا نام ذکر سے اگر رہ گیا ہو تو ان کی خلافت پر کوئی حرف نہیں آتا۔ کیونکہ حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا اڑیسہ، بنگال، جھارکھنڈ اور آندھرا پردیش کے بہت سے علاقوں میں تبلیغ وارشاد کے لئے تشریف لے جاتے۔ لائق وفائق افراد کو سلسلہ قادریہ حبیبیہ کی اجازت وخلافت سے نوازتے کوئی دلائل الخیرات کی اجازت لیتا تو کوئی شمع شبستان رضا کی۔ لوگوں کی ایک بڑی تعداد تعویذ حاصل کرتی اور کچھ لوگ مرید اور طالب ہوتے۔ غرضیکہ آپ جہاں جاتے ایک ازدحام ہوتا اور اہل عقیدت کی بھیڑ لگ جاتی۔

گوجیدرہ کے حالات اور نعمت ملت کی آمد

سنہ ۱۹۶۴ء/۱۹۶۳ء کی بات ہے اس وقت گوجیدرہ کی حالت کئی اعتبار سے ناگفتہ بہ تھی۔ معاشی اعتبار سے بھی لوگ پریشان تھے۔ مذھبی اعتبار سے بھی اہل سنت پر غیر مقلدین کی یلغار تھی بلکہ اس وقت سنی جامع مسجد کے کئی ارکان وہابیت کی طرف مائل تھے۔ آمد ورفت کی سہولت آج بھی بہت بہتر نہیں، آج سے پچاس سال پہلے کی بات نہ کہی جائے تو بہتر ہے ان ساری کمیوں، کوتاہیوں اور خامیوں کے باوجود اس سرزمین کی خوش نصیبی یہ تھی کہ اس کی

جانب حضور مجاهد ملت قدس سرہ کی ہمیشہ نظر رحمت رہتی تھی۔ یہاں کی اکثریت غریب سنی مسلمانوں کی ہے۔ جولا علمی یا بھولے پن سے وہابیت کے دام فریب میں نہ آجائیں اسکی جانب حضرت قدس سرہ کی خصوصی توجہ تھی جس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے۔

ایک دین حضور مجاهد ملت قدس سرہ نے جامعہ حبیبیہ کے ذمہ داروں کو بلا کر فرمایا۔ ''گوجیدرہ دھام نگر کا پڑوس ہے۔ فقیر بہت سی جگہوں کیلئے انتظام کرتا ہے۔ مگر اب تک گوجیدرہ کے لئے صحیح سے انتظام نہیں ہوسکا۔ مجھے ایک ایسا عالم دین دو جو مسجد میں امامت کرے، تقریر کرے اور ضرورت پڑے تو وہابیوں سے مناظرہ کر سکے۔''

اس وقت کے سکریٹری صاحب نے عرض کیا، آپ جسے حکم فرمائیں۔ اس پر حضرت قدس سرہ نے قاری صاحب کا نیام لیا۔ اس پر سکریٹری صاحب نے عرض کیا حضور، انہیں نہ بھیجیں، یہ اپنی ذمہ داری کے علاوہ بہت سا کام کردیتے ہیں جس سے مدرسہ کا فائدہ ہو جاتا ہے۔

حضرت قدس سرہ نے فرمایا ''تم نے ایک موقع سے کہا تھا یہ کسی کام کے نہیں۔ جو کسی کام کا نہیں میں اسے کام کے لئے بھیج رہا ہوں۔''

حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ نہ کبھی اڑیسہ آئے اور نہ یہاں کا راستہ معلوم۔ اس لئے گوجیدرہ کیسے پہنچیں گے تشویش ہوئی۔ حضرت قدس سرہٗ نے پورا روٹ بتایا۔ الہ آباد سے سیدھے ہوڑہ، کلکتہ پہنچو وہاں سے پوری پسنجر سے بھدرک اسٹیشن اترو۔ میں لوگوں کو اسٹیشن بھیج دونگا جو تمہیں ملاشاہی لے آئیں گے۔ وہاں گوجیدرہ کے لوگوں کو بلا کر تمہارے پہنچنے کا انتظام کردیا جائے گا۔ اس کے بعد حضور مجاهد ملت قدس سرہٗ نے فرمایا ''بابا وہاں کچھ تمہیں تکلیف ہوگی۔ اگر تم نے تکلیف برداشت کرلی تو میرا غوث چاہیگا تم کو بہت عافیت ہوجائے گی''

یہ وہ جملے ہیں جنہیں میں نے حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ سے براہ راست سنا، موبائیل میں محفوظ کیا اور اب قلم بند کررہا ہوں، گوجیدرہ میں حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی پچاس سالہ زندگی کے نشیب وفراز اس مرد مجاهد کے دو جملوں کے درمیان گردش کرتے نظر آتے ہیں۔ تاریخ ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ مجاهد ملت قدس سرہٗ نے خدمت دین کے لئے

جسے جہاں بھیجا وہ استقامت کا پہاڑ بن کر ڈٹا رہا۔ ظلم وستم اور جور و جفا کی ہزاروں چٹانیں اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہوگئیں۔ طوفان آیا ٹکرا کر پلٹ گیا مگر مجاھد ملت کے خدام کے پائے استقلال میں ذرا سی لغزش بھی نہ آئی اس کی زندہ وتابندہ مثال حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ ہیں۔

اس پر ذرا بعد میں گفتگو کریں گے پہلے الہ آباد سے آنے کی بات کرتے ہیں۔ حضور مجاھد ملت قدس سرہٗ کی مذکورہ بالا گفتگو سے تو قاری صاحب قبلہ جامعہ کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے، رہی مسجد کی ذمہ داری تو آپ نے مسجد متولی صاحب کو حضرت قدس سرہٗ کا حکم پہنچایا۔ یہ ماہ ربیع الاول کی ۳/ یا ۴/ تاریخ تھی۔ انہوں نے کہا آپ ۱۲/ ربیع الاول کے بعد جائیں گے۔ ہر روز نئی نئی باتیں سننے کو ملتی ہیں۔ دوسرا کوئی مفت میں تقریر کرنے والا نہیں ملے گا لھذا آپ ۱۲/ تاریخ کے بعد جایئے۔ آپ نے آکر حضرت قدس سرہٗ سے اس کا ذکر کیا آپ نے فرمایا ٹھیک ہے عید میلاد النبی ﷺ کے بعد چلے جانا۔

غیر مقلدین کی شر انگیزی اور آپ کی ثابت قدمی

۱۹۶۳ء ماہ ربیع الاول کی کوئی مبارک تاریخ تھی جس میں حضرت نعمت ملت گوجیدرہ تشریف لائے۔ آپ جامع مسجد کے امام وخطیب تھے۔ پاس ہی ایک چھوٹے سے کمرے میں چھوٹی سی چارپائی تھی یہیں آپکا قیام تھا اور تاحیات یہی کمرہ آپ کی قیام گاہ بنا رہا۔ امامت میں تاعمر وقت کی پابندی کا لحاظ رکھا بلکہ ہمیشہ قبل از وقت پہنچتے۔ جمعہ میں مختصر مگر قابل اصلاح باتیں نہایت دل نشیں انداز میں فرماتے۔ بچوں کو ناظرہ سے لے کر حفظ وقرآت کا درس دیتے ضرورت مندوں اور پریشان حال لوگوں کی تعویذات کے ذریعہ حاجت پوری فرماتے۔ آپ کے دم کئے ہوئے تیل اور پانی میں بلا کی تاثیر تھی۔ آپ کا نوشتہ تعویذ حصول مقصد میں تیر بہدف کا کام کرتا۔ گیارہویں، بارہویں اور محرم کی مجالس میں عقیدہ وایمان کی حفاظت اور غلط رسومات کے خلاف پراثر تقریریں ہوتیں۔ جس سے عوام میں مقبولیت مصلیوں میں اضافہ اور عقیدے میں پختگی ہونے لگی۔ یہ دیکھ کر کچھ حاسدین زیادہ تر غیر مقلدین نے آپ کو گوجیدرہ سے نکال باہر کرنے کی ہر ممکن کوشش کی یہاں تک کہ غیر مسلم جادوگروں کے ذریعہ

جادو کر کے مار ڈالنے کی کوشش بھی کی گئی۔

ایک الزامی جواب اور غیر مقلدین کا سکوت

جادو اور سحر سے کام نہ چلا تو ان ظالموں نے سنی عوام کو بھڑکانے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ امام صاحب کو کچھ نہیں آتا۔ بس صرف حافظ ہیں۔ تقریر میں ایک بھی حدیث نہیں پڑھتے یہ افواہ عبداللطیف نامی غیر مقلد نے پھیلائی تھی آپ نے مسجد کے سکریٹری حاجی شمس الحق کے ذریعہ الزامی جواب دیا کہ عبداللطیف کو کہہ دو کہ ہم تو غیر مقلدین وہابی کو حرامی کہتے ہیں وہ کسی حدیث سے اپنا حلالی ہونا ثابت کریں''

اس بات پر ان وہابیوں کو سانپ سونگھ گیا۔ اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانے والے اپنے حلالی اور ثابت النسب ہونے پر کوئی دلیل نہ لا سکے۔ نہ وہ مناظرہ کرنے پر آمدہ ہوئے کہ آپ ہمیں حرامی کس دلیل کی بنیاد پر کہتے ہیں وہ جانتے تھے کہ حضرت قاری نعمت اللہ اس مرد مجاھد کے خلیفہ اور تربیت یافتہ ہیں جنہوں نے دنیائے غیر مقلدیت کو چیلنج کیا تھا کہ حدیث دانی کا اتنا ہی دعویٰ ہے تو جو حدیث سب سے زیادہ تمہیں یاد ہو میرے سامنے صرف پڑھ کر سنا دو، اس حدیث پر میرے ہونے والے اعتراضات کا جواب حدیث سے دیدو تو تمہیں گیارہ ہزار گیارہ سو کا انعام ملے گا''۔

وہابیوں کے کسی عالم کی یہ جرأت نہیں ہوئی کہ حضور نعمت ملت کے سامنے صرف ایک حدیث پڑھ کر سنا سکے۔

حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی تقریر معلوماتی اور دلائل سے مزین ہوتی تھی آپ نے اس موقع پر الزامی جواب دیا تجربہ کاروں کا ماننا ہے کہ اِن بد مذہبوں کا اولاً الزامی جواب دو بعد میں ضرورت پڑے تو علمی جواب دیا جائے۔

تحریری مناظرہ

غیر مقلدین خاموش بیٹھنے والے تو تھے نہیں انہوں نے خط و کتابت کے ذریعہ تحریری بحث شروع کر دی۔ گوجیدرہ میں انہیں کوئی ایسا عالم نہیں ملا جو قاری صاحب قبلہ کے

ساتھ تحریری بحث کرتا۔ اس لئے بونت میں کوئی خالد نام کا ان کا عالم تھا۔ اس کی تحریر گوجیدرہ آتی اور حضرت کی جوابی تحریر شیر علی خاں کے پتہ سے بونت جاتی، چند دنوں تک تحریر کا تبادلہ تحریر سے جاری رہا۔ غیر مقلدوں کو اینٹ کا جواب پتھر سے ملا تو یہ سلسلہ انہوں نے بند کردیا۔

افسوس ان تحریروں کی حفاظت نہ ہوسکی ورنہ آج وہ دستاویز کی شکل میں ہمارے سامنے ہوتیں تو نوآموز علماء کے لئے نمونہ ثابت ہوتیں۔

انہیں تحریری چھیڑ چھاڑ اور تقریری نوک جھونک کا علم حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ کو ہوا تو آپ نے قاری صاحب قبلہ کو بھدرک بلا کر پوچھا۔ اس طرح کے مناظرہ کو تم بذات خود نپٹ لوگے یا دوسرے لوگوں کو بھیجوں؟ حضرت نعمت ملت کو اپنے علم سے زیادہ مرشد برحق کی عنایت اور تصرف پر بھروسہ تھا عرض کیا۔ حضور! اگر مجھے گوجیدرہ میں رکھنے کا ارادہ ہے تو مجھے کو اتنا عطا کیجئے کہ میں تنہا ان سے نمٹ سکوں۔ آپ کی دعا اور آپ کی عطا میرے لئے کافی ہے۔ آپ کا یہ خادم ان شاء اللہ تنہا ان بدعقیدوں پر بھاری ہے۔

اس بات پر حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ بہت خوش ہوئے۔ دعائیں دیں اور فرمایا جاؤ، میرا غوث تمہاری حفاظت فرمائے''۔

تصنیف وتالیف

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا کہ غیر مقلدین کے ساتھ کبھی کبھار تحریری سوال وجواب کا تبادلہ ہوتا رہا۔ آپ کی وہ تحریر اگرچہ محفوظ نہیں رہی لیکن اس تحریر کی وجہ سے وہابیوں کا منہ توڑ جواب دیا گیا جس سے ان کو سوال وجواب کا سلسلہ بند کرنا پڑا۔ اس سے آپ کے قلم کی پختگی، معلومات کی بلندی کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ نیز ۹۹ رسال کی عمر میں لکھے گئے وصیت نامہ اور میری ڈائری کے آٹھ صفحات بھی ہمیں آپ کی تحریر کی بہت سی خوبیاں ظاہر کرتے ہیں۔

فی الحال ''انوار الھدایات'' نامی ۱۱۶ رصفحات کی معلوماتی کتاب ہمارے سامنے ہے جس کے آخری صفحہ میں مصنف کی حیثیت سے حضرت کا نام یوں درج ہے۔

فقیر محمد نعمت اللہ قادری حبیبی غفرلہ، امام جامع مسجد گوجیدرہ، ضلع بالاسور۔

کتاب کی ابتداء میں ۹ر صفحات پر مشتمل حبیبی کمیٹی گوجیدرہ کے صدر جناب محمد مصطفےٰ حبیبی قادری کا مضمون ہے جو اس دور کے حالات، وہابیوں کی شرانگیزی، حضرت نعمت ملت کی آمد اور ان کی دینی سرگرمی اور سیدی سرکار مجاہد ملت قدس سرہٗ کی عنایت کا خوبصورت تذکرہ ہے۔ بعض اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ ''...... پریشان ہوکر یہاں کے بیدار مغز سنی مسلمان دھامنگر میں حضرت مجاہد ملت قائد اہل سنت مولانا الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ قادری مدظلہ العالی کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور حضور والا سے درخواست کی کہ ہماری بستی گوجیدرہ کی جامع مسجد کے لئے ایک خطیب و امام اس قسم کا دیجئے جو آئے دن رونما ہونے والے وہابیہ، دیوبندیہ، نجدیہ اور غیر مقلدین کے فتنوں سے ہمیں بچا سکے اور مذہب احناف و اہل سنت کے طریق پر ہماری صحیح رہنمائی کر سکے۔ چنانچہ حضرت مجاہد ملت مدظلہم العالی کو ہماری بستی کے سنیوں پر رحم آیا اور آپ نے جامعہ حبیبیہ مسجد اعظم کے ایک جہاں دیدہ عالم حضرت مولانا الحاج قاری محمد نعمت اللہ صاحب کو جامع مسجد گوجیدرہ میں بھیج دیا۔ آپ غالباً ۱۹۶۴ء میں تشریف لائے اور جامع مسجد گوجیدرہ میں خطابت و امامت کے فرائض کو بخیر و خوبی انجام دینے لگے۔ لیکن ۱۹۷۲ء میں حضرت موصوف کچھ فتنہ پرور افراد کی ریشہ دوانیوں کی وجہ سے جامعہ مختار یہ جامع مسجد کنڈہ تشریف لے گئے۔ پھر کیا تھا غیر مقلدین، وہابیہ، نجدیہ کو موقع ملا میدان خالی پا کر قسم قسم کی زہر افشانی شروع کر دی'' یہ دل خراش منظر نوجوان سنی مسلمانوں سے برداشت نہ ہو سکا ایک مجلس مشاورت منعقد کی گئی ساری بستی کی دعوت کی گئی اور حضور مجاہد ملت دام ظلہم الاقدس کی خدمت میں پہنچ کر یہ گزارش کی گئی کہ جیسے بھی ہو ہمارے سابق امام مولانا قاری نعمت اللہ صاحب کو بلوا دیجئے۔ اس کے بعد حضور مجاہد ملت دام ظلہم الاقدس کے ارشاد عالی پر حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب دوبارہ گوجیدرہ تشریف لائے۔ وہابیہ، نجدیہ اور غیر مقلدین کو یہ بہت کھلا۔ (انوار الهدایات صفحہ ۳ر۴)

یہ تو حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی علمی حیثیت اور وہابیوں میں آپ کے وجود کی دھمک کا ذکر تھا۔ انوار الهدایات کے معرض وجود میں آنے کا سبب موصوف یوں بیان کرتے ہیں کہ ''۳ر فروری ۷۵ء سے تحریری گفتگو شروع ہوئی اور ۱۲ر ستمبر ۷۵ء کو آخری تحریر صدر جماعت اہل حدیث یعنی غیر مقلدین جناب محمد الیاس بن عمر صاحب نے وصول کی اس تحریر کا

کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ اور انہیں صدر جماعت اہل حدیث غیر مقلدین کی جانب سے ''الآیات البینات '' نام کا ایک کتابچہ شائع ہوا۔ اس کے جواب کے لئے بار ہا یہاں کے سنی حنفی حضرات نے اپنے خطیب و امام مولانا نعمت اللہ صاحب سے گزارش کی (کتاب مذکور صفحہ۱۰) چند سطر بعد ''ان سنی حضرات کے اصرار پر حضرت مولانا محمد نعمت اللہ صاحب نے اس کتابچہ کے جواب کی طرف توجہ کی۔ غیر مقلدین کے کتابچہ ''الآیات البینات '' کا جواب ''انوار الھدایات ''اس وقت ہدیہ ناظرین ہے''

حضرت نعمت ملت، اہل علم و اہل قلم کی نظر میں

شارح بخاری، نائب مفتی اعظم ہند حضرت مفتی شریف الحق علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ ''میں نے رسالہ ''انوار الھد ایات'' جگہ جگہ سے ایک سرسری مطالعہ کیا۔ یہ رسالہ گوجیدرہ کی جامع مسجد کے خطیب جناب مولانا الحاج قاری نعمت اللہ صاحب قادری رضوی حبیبی زید مجدھم کی تصنیف ہے۔ موصوف علمائے اہل سنت میں اپنی بعض خصوصیات میں منفرد ہیں۔ زیور علم سے آراستہ ہونے کے ساتھ حسن عمل، حسن خلق، زہد و تقویٰ کے ساتھ بھی مزین ہیں۔ یہ رسالہ ان کی وسعت معلومات، نکتہ رسی، دقیقہ بینی کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ اس رسالہ نے غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی قلعی اچھی طرح کھول دی ہے''۔ صفحہ۱۲ چند صفحہ بعد تحریر فرماتے ہیں۔ جناب مولانا محمد نعمت اللہ زید مجدھم کا اہل سنت پر بڑا کرم ہے کہ انہوں نے اس گمراہ کن فتویٰ کے تار و پود بکھیر دیئے۔ اور حق واضح کو اور واضح کر دیا اہل زیغ و ریب پر حجت اللہ تمام کر دی۔ (صفحہ۱۶، ۱۷)۔

وحید الزماں علامہ عاشق الرحمٰن حبیبی قادری صاحب صدر مدرس جامعہ حبیبیہ الہ آباد رقم طراز ہیں۔

بندہ نے حضرت مولانا قاری حافظ الحاج محمد نعمت اللہ صاحب حامدی حبیبی مد ظلھم العالی کی ''انوار الھدایات فی رد جھالات من اضل بالآیات البینات '' دیکھی یہ کتاب بعض غیر مقلدین کے چند سوالات پر مرکز غیر مقلدین کے دیئے ہوئے جوابات پر مشتمل کتاب ''الآیات البینات فی رد الشرک والبدعات '' کا جواب ہے۔ جو

چند سطر بعد'' بندہ کے خیال میں حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب کی یہ تصنیف غیر مقلدین کا ایک رد بلیغ ہے۔ آپ نے مخاصم کی غیر مقلدیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ادلہ عقلیہ، آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے پیشوا ابن قیم الجوزی کے اقوال بھی پیش کئے ہیں۔ جن سے غیر مقلدیت کا نمائش قلعہ منہدم ہو گیا ہے۔ اور مذہب اہل حق کی صحت ظاہر ہوگئی ہے۔ اسکے مطالعہ سے اہل سنت و جماعت کی حقانیت اور غیر مقلدوں کی بد مذھبی کا یقین پختہ ہو جائے گا'' (صفحہ/۱۹،۲۰)۔

حضرت مولانا الحاج سید مقبول حسین صاحب حبیبی قادری الہ آباد تحریر فرماتے ہیں۔'' میں نے برادر طریقت حضرت مولوی حافظ قاری الحاج الشاہ محمد نعمت اللہ صاحب قادری حبیبی زید مجدہ خطیب جامع مسجد گوجیدرہ، بالیسر کی کتاب مستطاب ''انوار الھد ایات فی رد جہالات من اضل بالآیات البینات'' کو کہیں کہیں سے دیکھا۔ کتاب مذکور میں اخی مکرم نے مفتی مرکز غیر مقلدین کے فتوے کی حقیقت کو بے نقاب فرما کر حق کو واضح کر کے عامۃ المسلمین کو موجودہ غیر مقلدین کے مکروفریب سے بچانے کی سعی بلیغ فرمائی۔ رب کریم بطفیل حبیبہ علیہ الصلوۃ والتسلیم حضرت مولانا الحاج محمد نعمت اللہ صاحب حبیبی قادری کی اس سعی کو مشکور فرما کر دارین میں بہتر سے بہتر جزا مرحمت فرمائے (صفحہ۲۱)۔

کتاب انوار الھد ایات کے شروع میں مذکور چار تقریظات تھیں جن میں سے کچھ کے اقتباسات ہم نے نقل کر دئے۔ تا کہ قارئین اہل علم اور اہل قلم کی تحریر کی روشنی میں حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی علمی شخصیت کا بخوبی اندازہ کرسکیں۔

شدھی تحریک اور نعمت ملت کی کوشش

جامعہ حبیبیہ میں تدریس کے زمانے میں گوجیدرہ کے علاقے میں شدھی تحریک کا جب زور بڑھنے لگا۔ اس کے روک تھام کے لئے ہمارے اکابرین نے بے مثال قربانیاں دیں۔ حضور مجاھد ملت قدس سرہ نے اس کے رد و ابطال کے لئے تن من دھن کی بازی لگا دی۔ اس تحریک سے بہت سے مسلمان مرتد ہو گئے (معاذ اللہ)۔ کچھ لوگوں کو بزور کافر بنا یا گیا اور بعض لوگ نادانی میں ہندو مذھب کو حق سمجھنے لگے۔ غرضیکہ یہ اس وقت کا بہت بڑا

فتنہ تھا اس کی سرکوبی کے لئے سرکار مجاھد ملت قدس سرہ نے جو تحریک چلائی اس میں حضرت نعمت ملت صاحب قبلہ بھی پیش پیش تھے اس کی قدرے تفصیل آپ ہی کے قلم حقیقت رقم سے ملاحضہ کریں۔ ''اسی درمیان گجرات کے علاقہ میں شدھی کی خبر ہوئی تو حضرت نے حکم فرمایا تم میرے ساتھ گجرات چلو اور ساتھ حضرت مولانا الحاج سید احسان علی رحمۃ اللہ علیہ کو اور مولانا عبد التواب صاحب کو ہمراہ لیا۔ اور اپنے ہمراہ چاول دال لیکر پہنچے نمک لینا بھول گئے۔ کھیڑا ال پہنچے۔ وہاں نواب سے باتیں ہوئیں۔ اس نے بتایا کہ ہم لوگ پہلے ہندو تھے محمد بیگڑو نے ہم لوگوں کو مسلمان کرلیا۔ اور ہم لوگ پھر ہندو ہو گئے مگر میری ماں ہندو نہیں ہوئی وہ اب بھی مسلمان ہے۔ ہم لوگ نواب کی ماں سے ملے تو اس نے بتایا کہ کئی گاؤں کے لوگوں کو جنیو پہنا کر ہندو بنایا گیا۔ میں اپنے ہاتھ سے کھانا پکا کر کھاتی ہوں۔ آپ دعا کیجئے ایمان پر خاتمہ ہو۔ اور مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہوں۔

اسی درمیان حضرت قبلہ علیہ الرحمہ کی طبیعت ناساز ہوگئی تو آپ احمد آباد تشریف لے گئے۔ فقیر و مولانا سید احسان علی صاحب و مولانا عبد التواب صاحب کو حضرت نے فرمایا ''تم لوگ یہاں کے قرب و جوار کے مسلمانوں کو اسلام پر قائم رہنے اور ہندوؤں سے مقابلہ کی فضیلت بیان کر کے میرے پاس احمد آباد آجانا۔''

حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے اس علاقہ سے احمد آباد جانے کی وجہ تو مذکورہ بالا تحریر سے یہ معلوم ہوئی کہ آپ کی طبیعت کچھ علیل تھی۔ بنیادی وجہ یہ تھی کہ احمد آباد میں ڈھائی سو علما ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے ان بزرگوں کو تحریک شدھی کے خلاف کوشش کرنے پر آمادہ کرنا حضور مجاھد ملت کا اصل مقصد تھا۔ جیسا کہ راز الہ آبادی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

''اب سے تقریباً ۲۵ رسال قبل احمد آباد میں گھیڑا گاؤں مین بدنصیبی سے بہت سے مسلمان مرتد ہوگئے تھے۔ پورے ملک میں انکی خبریں عام ہو چکی تھیں۔ اس گاؤں میں اس وقت کسی عالم کا جانا از حد دشوار تھا۔ احمد آباد میں اسی زمانہ میں ایک بڑی کانفرنس ہو رہی تھی میں بھی حاضر تھا۔ تقریباً ڈھائی سو علما موجود تھے مگر واہ رے مجاھد ملت، ایک طرف حکومت کی جانب سے وہاں جانا ممنوع دوسری طرف جان و مال کا خطرہ۔ شہر سے کافی دور جہاں آسانی

سے سواری جا نہ سکے۔ علما نے بہت سمجھایا کہ حضرت آپکا وہاں جانا اس وقت مناسب نہیں مگر انہوں نے مصلحت اندیشوں کی ایک نہ سنی اور اللہ تعالی کا نام لیکر اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرمایا بھائی میں تو جاتا ہوں اور جاؤں گا ایک بار ان لوگوں سے دریافت ضرور کرونگا کہ آخر کیا وجہ تھی جس سے تم نے بددینی اختیار کی۔ آگے ان کی مرضی۔ قیامت میں اپنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دیکھاؤں گا چنانچہ یہ کہ کروہ (مجاھد ملت) اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس وقت بس یہ عالم تھا کہ:۔

ہزار مصلحتیں عقل دیکھتی ہی رہی
جنوں نے بڑھ کے گریباں پہ ہاتھ ڈالدیا

(اشرفیہ، مجاھد ملت نمبر ۲۰۶/۲۰۷)

ادھر حضرت مجاھد ملت قدس سرہ کے سپاہی حضرت نعمت ملت اور انکے رفقا نے ساتھ مل کر سعئ پیہم کی۔ اسکا فائدہ یہ ہوا کہ بہت سے مسلمانوں نے کفر وارتداد سے توبہ کیا۔ اسلام کی صداقت دلوں میں ایسی راسخ ہوگئی کہ کہنے لگے۔ اب ہم مر تو سکتے ہیں لیکن اسلام کا دامن نہیں چھوڑ سکتے۔ خود حضرت نعمت ملت لکھتے ہیں ''لھذٰا چندروز کئی گاؤں کا دورہ کرتے ہوئے حضرت کے پاس احمد آباد پہنچے۔ کئی گاؤں کے مسلمانوں نے بتایا کہ ہم لوگ رات بھر جاگینگے۔ اور موقع آیا تو ان کا مقابلہ کرینگے۔ موت کا وقت تو مقرر ہے۔ جب موت آئے گی تو مرینگے مگر اسلام کا دامن نہیں چھوڑینگے۔''

حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی جلالت علمی

احمد آباد کا ذکر آگیا تو حضرت نعمت ملت نے اپنے مرشد خلافت حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے علم وفضل کے متعلق ایک بات تھی جسے بیان کئے بغیر آپ رہ نہ سکے۔ دراصل حضور مجاھد ملت قدس سرہ نے اپنے علم وآگہی، فضل وکمال اور ولایت وکرامت کے اوپر سادگی بلکہ عاجزی وانکساری کی دبیز چادر ڈال رکھی تھی اسلئے عوام الناس کو آپ کے صحیح مقام ومرتبہ کا علم نہیں ہو پاتا تھا۔ لیکن حضرت نعمت ملت ان خوش نصیب لوگوں میں سے تھے جنہیں حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی تربیت صحبت ملی تھی۔ اسلئے کہیں اگر مرشد کامل کے کسر شان کی

کوئی بات ہوتی تو آپ تڑپ اٹھتے اور آپکی علمی شوکت وجلالت کو ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ واقعہ کی تفصیل خود حضرت علیہ الرحمہ سے سماعت فرمائیں۔

احمد آباد سارنگ پور کے باہر حضرت مجاھد ملت کا قیام تھا۔ ہم لوگ وہاں پہنچے تو معلوم ہوا آج شب میں یہاں ایک جلسہ ہے باہر سے حضرت مولانا نعیم اشرف صاحب تشریف لا چکے ہیں۔ جلسہ والوں سے میری گفتگو ہوئی۔ کھلے میدان میں جلسہ تھا۔ حضرت قبلہ نے مجھ سے فرمایا کہ تم قرآن شریف کی تلاوت کر کے کچھ بیان کرنا۔ جلسہ والوں سے کہنا میرے حضرت نے فرمایا ہے کہ دس منٹ کچھ بول کر کے آکر سووں گا۔ جلسہ والوں سے میں جب کہا تو ایک صاحب نے فرمایا حضرت کو تو تقریر کرنے نہیں آتی۔ ٹھیک ہے حضرت مولانا سید احسان علی صاحب سے بیان کرائیے اس کے بعد حضرت الحاج شاہ نعیم اشرف صاحب بیان کرینگے۔

میں حضرت (مجاھد ملت) کا کچھ مزاج شناس تھا۔ جولڑ کے نعت پڑھنے والے تھے انکی نعتیں سنی ایک اچھی آواز والے کو آخر میں نعت پڑھوایا۔ حضرت قبلہ پر رقت طاری ہوئی پھر میں نے آپ کے نام کا اعلان کیا۔ حضرت کا بیان شروع ہوا تو فرمایا۔ ارے بابا مجھے کتنی دیر بیان کرنا ہے۔ میں نے کہا حضور! جتنی دیر چاہیں بیان فرمائیں۔

مجمع ۲۰ ر ہزار کا تھا۔ پونے تین گھنٹہ بیان فرمایا۔ پھر میں نے مولانا احسان علی صاحب کا اعلان کرنا چاہا تو شاہ حضرت نعیم اشرف صاحب نے مائک پر آکر فرمایا اب اس بیان کے بعد کسی کا بیان کرنا ایسا ہے جیسا کہ سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

میری رائے ہے کہ اب سب لوگ کھڑے ہو جائیے اور سلام پڑھ لیجئے۔ بعد سلام حضرت شاہ نعیم اشرف صاحب کی مختصر دعا پر جلسہ ختم کیا، دوسرے دن اکثر احباب نے بتایا کہ کل حضرت کی جو تقریر ہوئی ایسی تقریر کبھی کسی سے نہیں سنی ہے۔

میں نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ تقریر مجھے لکھوا دیجئے تو حضرت نے فرمایا ارے بابا دھام نگر دو چار روز ٹھہرنا ہو تو لکھوادوں۔ مگر اس کا موقع نہ ہوسکا۔ مرضئ مولی از ہمہ اولیٰ‘‘

شیخ طریقت، مرشد خلافت حضور مجاھد ملت قدس سرہ کا ذکر آنکلتا تو حضرت نعمت ملت کی زبان بولنے سے اور قلم لکھنے سے تھکتا نہیں تھا۔ آپ کی یہ کیفیت ہوتی کہ

آئی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی
ہر نقش ما سوا کو مٹاتی چلی گئی

آپ نے حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے تعلق سے ایک تاریخی واقعہ کا ذکر کیا جس میں حضور مجاھد ملت کی حق گوئی اور بے باکی اور احقاق حق وابطال باطل کا جلوہ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ساتھ ہی اکابرین کے قبول حق کا جذبہ بیکراں کا بھی پتہ چلتا ہے نیز چند تاریخی معلومات بھی حاصل ہوتی ہیں۔حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ رقم طراز ہیں۔

''۱۹۴۶ء میں پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی۔جس کے صدر باوقار پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمہ تھے صبح دس بجے مجلس استقبالیہ میں میں بھی حاضر تھا۔چودہ سو عالم موجود تھے۔دوران میں پیر جماعت علی شاہ نے زبان سے مسٹر جناح کو ولی کہدیا۔آقائے نعمت مجاھد ملت علیہ الرحمہ فوراً کھڑے ہو گئے اور مسٹر جناح کے ولی کہنے پر فرمایا کہ مسٹر جناح کے ولی ہونے کی دلیل بیان کیجئے تو انہوں نے کچھ عربی (کی عبارت) پڑھ کر فرمایا کہ جس کو مسلم اکثریت مانتی ہو وہ ولی ہے۔

مجاھد ملت نے فرمایا کہ اس دلیل سے تو گاندھی بھی ولی ہے کہ اس کو ہندو اور مسلم اکثریت بھی مانتی ہے جس کے ایمان اور اسلام کا بھی پتہ نہیں۔اس کو آپ نے ولی کہدیا۔آپ پر توبہ لازم ہے۔

پیر جماعت علی شاہ نے فوراً توبہ کیا اور فرمایا کہ میں بوڑھا ہوں کبھی کبھی کچھ کا کچھ کہہ جاتا ہوں۔لھٰذا آپ لوگ میری جگہ پر کسی کو صدر بنا لیجئے اور صدارت سے میرا استعفیٰ قبول کر لیجئے۔لھٰذا اس وقت محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی کو صدر چن لیا گیا۔شب کے اجلاس میں محدث اعظم کے صدر ہونے کا اعلان ہو گیا اور شب کے جلسہ میں حضرت مولانا مصطفےٰ رضا خاں علیہ الرحمہ کے بھی مفتی اعظم ہند ہونے کا بھی اعلان ہوا۔

یہ اجلاس اپریل کی ۴،۵،۶،۷/تاریخ ۱۹۴۶ء کو بنارس میں فاطمان کے وسیع میدان میں ہوا تھا۔سارے اخراجات اعلیٰ حضرت کے ایک خلیفہ حاجی جلال الدین بنارسی نے برداشت کئے۔رب تعالیٰ کونین کی سعادتوں سے مالامال فرمائے،امین ثم امین۔

واضح ہو کہ آٹھ صفحات پر مشتمل حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی تحریر جو میری ڈائری

میں رقم تھی وہ مکمل ہوگئی۔ حضرت علیہ الرحمہ نے اس سے زیادہ نہیں لکھا۔ مین نے حضرت علیہ الرحمہ کی اس تحریر کی فوٹو کاپی بھی اس مختصر سوانح مین شامل کردی ہے۔تاکہ ہماری گفتگو کی صداقت پر دلیل اور اہل عقیدت کی نگاہوں کی تسکین کا سامان بن سکے۔

حج وزیارت اور آستانہ اولیاء پر حاضری

بزرگان دین کے مزارات پر آپ اکثر حاضر ہوتے۔انتہائی ادب واحترام کا پیکر بن جاتے خصوصیت کے ساتھ اجمیر مقدس کی حاضری کا بڑا اہتمام کرتے تھے۔تقریبا ہر سال اجمیر مقدس میں قل کرتے تھے۔ مریدین و معتقدین کے ساتھ بارگاہ غریب نواز میں حاضر ہوتے تھے۔ ہر مشکل اور پریشانی کے حل کے لئے حضور مجاہد ملت قدس سرہ کے روضہ پر حاضری دیتے۔ دیر تک مودب کھڑے رہتے فاتحہ پڑھتے اپنے اور حاجت مندوں کے لئے دعائیں کرتے۔

پندرہ بار حرمین شریفین کی زیارت سے شادکام ہوئے بارگاہ غوثیت مآب میں دوبار حاضر ہوئے ایک بار ایک حبشی کی مدد سے خانہ کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی سعادت بھی ملی۔

عشق رسول

بڑھاپے میں بہت نقاہت و کمزوری کے باوجود حرمین شریفین کا سفر کرتے .ایک سال مفتی وجہ القمر بھی ساتھ تھے قیام مکہ کے دوران تنہائی میں مفتی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت بڑھاپے کی وجہ سے ارکان کی ادائیگی میں دقت ہوتی ہے مریدین ومتوسلین سے کہیئے کہ وہ لوگ آپ کے بجائے شاگرد، خلفاء اور علماء میں سے کسی دوسرے شخص کا انتخاب کرلیا کریں .آپ نے فرمایا کہ میں تو کہتا رہتا ہوں مگر لوگ مجھ ہی کو بھیجنے کی ضد کرتے ہیں، مولانا یہ سب کرم ہے میرے سرکار کا ارکان صحیح سے ادا ہوں کہ نہ ہوں آقا کی بارگاہ میں ایک غلام کی حاضری تو ہو جاتی ہے حج تو پہلی کی حاضری میں ہو چکا اس کے بعد صرف بارگاہ مصطفے کی حاضری ہے اور بس کیا خوب فرمایا میرے اعلیحضرت نے (علیہ الرحمہ)

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرادیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے۔

دوسری بار کی حاضری میں آپ حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے ساتھ اپنے والد صاحب کو بھی حج میں لیکر گئے۔ جب کہ ایک حج کے موقع پر حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی ہمراہی، رفاقت اور خدمت کا شرف بھی آپ کو حاصل رہا۔

حضرت مولانا سید محمد اشرف جیبی علیہ الرحمہ کے وصال کے موقع پر ہمارے گاؤں کی مسجد میں آپ نے فرمایا کہ حرمین شریفین کے بدعقیدہ امام کی اقتداء میں کبھی ایک وقت کی نماز بھی ہمارے حضرت نے نہیں پڑھی۔ ہر سال انکے مولویوں سے کچھ نہ کچھ بحث ہوجاتی۔ ظلم وزیادتی کا نشانہ بنتے۔ ۱۹۷۹ء میں حج سے آپ کو روک بھی دیا گیا۔

مریدین اور متعلقین پر خصوصی توجہ

ایک حج میں مفتی وجہ القمر صاحب ہمراہ تھے انہوں نے دیکھا کہ حضرت علیہ الرحمہ اپنے ساتھ آئے ہوئے مریدین، متعلقین، تلامذہ اور خلفاء بلکہ کمرہ اور خیمہ میں ساتھ رہنے والوں کا بڑا خیال فرماتے ہیں۔ اس موقع سے منیٰ میں مفتی صاحب ذرا ٹھہر گئے اور قیام گاہ آنے میں تھوڑی دیر ہوگئی تو حضرت پریشان ہو گئے۔ جب مفتی صاحب آئے تو ایک صاحب جو حضرت کے حکم سے راستہ میں انتظار کررہے تھے بولے مفتی صاحب آپ کہاں رہ گئے تھے حضرت آپ کے لئے بہت پریشان تھے چنانچہ آپ کو تلاش کرنے کیلئے کئی لوگوں کو بھیج دیا ہے اچھا ہوا آپ آگئے اب حضرت کو اطمنان ہوگا۔

جامعہ مسجد کٹک اور حضرت کی خدمت

کٹک کی جامعہ مسجد میں ایک بدعقیدہ سنی بن کر امامت کیا کرتا تھا۔ عام لوگوں کو اسکی بدعقیدگی کا علم نہیں تھا۔ ایسے لوگ اپنے مفاد کے لئے کوئی بھی روپ اختیار کرسکتے ہیں۔ جب انکے حکیم الامت اشرف علی تھانوی سنی بن کر ایک زمانے تک کانپور میں امامت کرتے رہے اور لوگوں کو دھوکہ دیتے رہے تو کٹک کا یہ امام تو اسی گروہ کا معمولی فرد تھا۔ کسی موقع پر

حضور مجاھد ملت قدس سرہ کٹک تشریف لائے۔ اس مرد مجاھد کی فراست مومنانہ اور روشن ضمیری سے امام مذکور کی بدعقیدگی چھپ نہ سکی۔ اب اسے مسجد سے نکالنے کی بات آئی۔ ماہ رمضان سامنے تھا اس نے کہا میں تین دن میں تیس پارے قرآن سناؤں گا۔ میرے مقابلہ میں کسی کو پیش کریں تو ہم بھی دیکھیں۔ اس بدعقیدہ امام کی یہ ایک چال تھی لوگ متاثر ہوئے بعض لوگ تو اس کے حامی ہو گئے اور اسکی قابلیت کی تعریف کرنے لگے۔

حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے ساتھ حضرت نعمت ملت بھی تھے حضرت علیہ الرحمہ نے اپنے مرشد کامل کے اشارہ پا کر فرمایا کہ میں بحمدہ تعالیٰ ایک ہی رات میں ایک ہی مصلیٰ پر کھڑے ہو کر پورا قرآن سنا سکتا ہوں۔ لوگ دنگ رہ گئے۔ اسی وقت اس بدعقیدہ امام کو مسجد سے نکال باہر کیا گیا۔ الحمدللہ اس وقت سے آج تک کوئی بدعقیدہ جامع مسجد کا امام بننے کی جرأت نہ کرسکا۔ آج کٹک کی وہ جامع مسجد اہل سنت کے قبضہ میں ہے یہ حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی عظیم قربانی، جرأت ہمت اور خداداد حفظ کی بدولت ہے۔

انجمن اسلامیہ کٹک کی سرپرستی

حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی قائم کردہ تنظیم انجمن اسلامیہ اہل سنت وجماعت کٹک جس کے تحت، مدرسہ مدینۃ العلم، دیوان بازار، کٹک، اور کئی جگہ مدارس و مکاتب چل رہے ہیں کی سرپرستی حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ تا حین حیات فرماتے رہے۔ ہمیشہ اسکی دعوت پر ہر تقریب میں تشریف لاتے کبھی بھی کھانے، رہنے اور کرایہ ونظرانہ کے تعلق سے کوئی شکایت نہیں کی۔

اس ادارہ سے آپ کو دلی تعلق تھا اس لئے جب مفتی وجہ القمر صاحب کی تقرری ہو رہی تھی اس وقت ان کی لیاقت کا جائزہ لے کر بحالی کرنے کا اختیار بھی آپ کو حاصل تھا۔ مفتی صاحب کو ہر اعتبار سے لائق پایا تو صدر مدرس کی حیثیت سے مقرر کیا اور نصیحت کے طور پر یہ ارشاد فرمایا، مفتی صاحب، عام طور پر بڑے شہر میں علماء کی قدر نہیں ہوتی اس سے دل برداشتہ نہ ہونا۔ یہ حضور مجاھد ملت قدس سرہ کا ادارہ ہے اس میں صبر و تحمل کے ساتھ رہیئے۔ ملازم کی حیثیت سے نہیں بلکہ دین کے خادم کی حیثیت سے ان شاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا۔

حضور مجاھد ملت قدس سرہ کے ساتھ والہانہ عقیدت

آپ کو حضور مجاھد ملت قدس سرہ کی ذات ہی سے عقیدت و محبت نہیں بلکہ آپ کی تحریک اور تنظیم اور اداروں سے قلبی تعلق تھا۔ مفتی صاحب موصوف نے حضرت علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ حضور مجاھد ملت قدس سرہ اڑیسہ آنے پر تبلیغ سیرت اور دیگر دینی خدمت پر یاد فرماتے ہونگے۔ اس وقت آپ دھام نگر کیسے آتے تھے؟ گوجیدرہ سے بھدرک پھر بھدرک سے دھام نگر جاتے؟ جواب میں حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ فرماتے۔

''بابا! حضرت قبلہ کا حکم ملتا تو میں یہ نہ دیکھتا کہ میری مصروفیت کیا ہے اور نہ یہ دیکھتا کہ دن ہے یا رات۔ ایک آدھ جوڑا کپڑا تھیلے میں ڈالتا اور دھام نگر چل پڑتا۔ بھدرک ہو کر جانے میں دیر ہوتی۔ راستہ لمبا اور گاڑیوں کی سہولت ہر وقت میسر نہ تھی۔ اتنا انتظام کون کرتا۔ تھیلا ہاتھ میں لیتا کھیت کے راستے پیدل جل پڑتا۔ سات آٹھ گھنٹہ مسلسل چلتا اور اپنے آقائے نعمت کی خدمت میں حاضر ہو جاتا میرے حضرت مسکرا کر ایک نظر دیکھ لیتے راستہ کی ساری تکان و کلفت جاتی رہتی۔

حالانکہ حضرت قبلہ خیریت پوچھتے۔ غیر مقلدین پروری اور ہمارے اقدامات کے بارے میں سوال ہوتا۔ سنی مسلمانوں کا حال چال پوچھتے جواباً مختصر عرض کرتا۔ حضرت قبلہ بہت خوش ہوتے، دعائیں دیتے، نصحت فرماتے، کھانا کھلاتے، آرام کرنے کا حکم فرماتے پھر کسی تازہ خدمت کا آڈر ملتا مثلاً تبلیغ سیرت کے اجلاس کیلئے کہیں جانے کا حکم ہوتا۔ آئے ہوئے علماء کی خدمت سپرد ہوتی۔ اور بہت کچھ جو ہمارے حضرت عطا کرتے اس خدمت میں سعادت مندی سمجھ کر ہم لوگ لگ جاتے واپسی پر آپ کی دعاؤں کا ذخیرہ ہمارے ساتھ ہوتا۔

شاگردوں، مریدوں اور ماتحتوں کی تربیت

حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی تربیت کا ایک انوکھا انداز تھا۔ آپ صرف زبان سے چند جملے ہی نہیں ارشاد فرماتے تھے بلکہ ان باتوں پر خود عمل پیرا ہو کر عملی تربیت دیتے تھے۔ یہی وجہ ہیکہ آپکے مریدین میں نماز اور قرآن کی تلاوت کا شوق زیادہ ہے۔ بہت سے لوگوں کو تہجد کی بھی عادت ہے۔ اس لئے کہ آپکی نماز تہجد کبھی چھوٹتی نہیں تھی۔ آپ ہمیشہ

گوجیدرہ کے جلسوں کوایک بجے سے زیادہ دیر تک جاری رکھنے سے منع فرماتے۔

آپ کے لڑکے حافظ شکیل اور شاگرد ومرید جناب عبد القدوس، مؤذن صاحب کا لڑکپن تھا۔ برآمدہ میں یہ دونوں سوتے اور حضرت اندر آرام فرماتے۔ محرم کا مہینہ تھا تعزیہ اور اکھاڑہ کی آواز نیند اُڑا دیتی تھی۔ حضرت نے وہاں جانے سے منع فرمایا تھا۔ ان بچوں نے سوچا حضرت اندر آرام فرما ہیں۔ ہم لوگ چپکے سے چلتے ہیں پھر آجائیں گے۔ جب یہ لوگ جا کے آئے تو دیکھا برآمدہ کا دروازہ بند ہے۔ جاڑے کا موسم تھا مسجد کی دری لپیٹ کر سو گئے۔ صبح حضرت نے ان سے بات نہیں کی اوررا س غم میں آپ نے دن بھر کھانا نہیں کھایا کہ جن بری باتوں سے میں لوگوں کو منع کرتا ہوں میرے بچے اور شاگرد اس سے پرہیز نہیں کرتے۔

مولانا عبد الستار نعمتی بڑے سعادت مند ہیں کہ سفر وحضر میں حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت کا انہیں بہت سا موقع ملا۔ مولانا کا بیان ہے سفر میں حضرت کی کبھی بھی نماز نہیں چھوٹتی۔ نماز کا وقت ہو گیا اور گاڑی چل رہی ہے تو آپ چلتی ٹرین میں وقت پر نماز پڑھتے اور قیام گاہ میں پھر اسکا اعادہ فرماتے۔ گوجیدرہ جب کبھی ہم لوگ آپ سے ملنے جاتے تو کبھی نماز کا وقت ہوتا تو فرماتے نماز پڑھ چکے؟ پہلے نماز پڑھ لو تب آنا۔

عادت شریفہ

راقم الحروف کو بے شمار جلسوں، نجی مجلسوں اور سفر میں ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت بلاضرورت بات نہیں کرتے۔ بہت ہی کم سخن ہیں۔ دسترخوان میں غور کیا تو آپ کو کم کھاتے ہوئے دیکھا۔ آپ کے سونے جاگنے اور معمولات کو بغور دیکھا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ سوتے بھی کم ہیں۔ کم کھانا، کم سونا، اور کم بولنا بزرگی کی علامت جو کتابوں میں ہم نے پڑھی تھی اس کا عملی نمونہ حضرت نعمت ملت کی شکل میں دیکھا۔

حضرت کے ساتھ کار میں گوجیدرہ سے باری پدا، کٹک اور ملی سارہ جانے کا اتفاق ہوا۔ دیکھا کہ آپ بہت کم باتیں کرتے ہیں غور کیا ذکر میں مشغول پایا۔ نماز کے وقت گاڑی روکتے اور باجماعت نماز پڑھتے۔ کٹک جاتے وقت انور بھائی مرحوم کبھی بھی ساتھ تھے۔

میرے علاوہ بھی لوگ تھے جو آپ کے خادم اور مرید تھے نماز عصر کے لئے نیچے تالاب سے پانی کے لئے جانے لگے ہم میں سے کسی کو پانی لانے کا حکم نہیں دیا۔ انور بھائی نے دیکھا تو لپکے اور حضرت سے لوٹا لے کر پانی لانے کے لئے گئے۔ جبکہ تالاب گہرا تھا۔ آپ بہت ہی ضعیف تھے۔ غور کیا تو ایک مسئلہ ذہن میں آیا کہ وضو کے لئے بلاضرورت دوسرے سے مدد طلب کرنا مناسب نہیں۔ اس مسئلہ کو حضرت عملی طور پر ہمیں بتلا رہے تھے۔

کٹک میں انور بھائی کے گھر مغرب کی نماز با جماعت ادا کی گئی میں نماز سے فارغ ہوا تو حضرت سے مصافحہ اور دعا لے کر جانا چاہتا تھا دیکھا حضرت کے نوافل کا سلسلہ جاری تھا مجھے انور بھائی نے کہا کہ میں آپ کے جانے کی اطلاع دیدونگا۔ آپ انتظار نہ کریں ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک حضرت اپنے اوراد و وظائف میں مشغول رہیں گے۔ معلوم ہوا یہ حضرت کی عادت ہے مغرب سے عشاء تک ذکر و درود اور نماز و تلاوت میں مشغول رہتے ہیں۔

میں یہ دیکھ کر سکتے میں آگیا کہ اس پیرانہ سالی میں یہ ذوق عبادت؟

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ایک اور واقعہ

مفتی وجہ القمر صاحب نے بتایا کہ ایک بار کٹک سے بذریعہ بس ہم لوگ حضرت کے ساتھ تھوریا پاڑہ جا رہے تھے۔ بس میں اچھی خاصی بھیڑ تھی کسی طرح حضرت کے لئے ایک سیٹ ملی۔ گاڑی منزل کی جانب رواں دواں تھی لوگ پان بیڑی، گٹکھا تمباکھو میں مشغول اور گپ شپ میں منہمک مگر حضرت کو دیکھا دنیا سے بے گانہ وظائف کی کتاب لئے پڑھتے جا رہے ہیں سچ کہا کسی کہنے والے نے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی۔

مفتی صاحب نے بس میں پڑھنے کی وجہ معلوم کی تو حضرت نے فرمایا آج مصروفیت اور جلد بازی کی وجہ سے صبح کا وظیفہ رہ گیا تھا اسے پورا کر رہا ہوں۔

روز کا معمولؒ

رات ڈھائی ۲/۱ بجے اٹھ کر ضرورت سے فراغت کے بعد بارہ رکعت نماز تہجد بلا ناغہ ادا کرتے اور دعا واستغفار، ذکر و درود میں مشغول رہتے۔ نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک اوراد و وظائف کا سلسلہ جاری رہتا۔ طلوع شمس کے آدھا گھنٹے بعد چاشت کی نماز پڑھتے۔ چائے بسکٹ کے بعد کچھ دیر لیٹ جاتے۔ ناشتہ کے وقت بیدار ہوتے کچھ نفل پڑھتے ناشتہ اور چائے سے فراغت کے بعد قرآن شریف دیکھ کر تلاوت فرماتے جبکہ آپ بہت اچھے حافظ تھے۔ کوئی ملنے آتا تو گفتگو کرتے۔ حاجت مند آتا تو تعویذ، تیل اور پانی پر دم کر کے دیتے۔ کہیں جانا ہوتا تو سفر کرتے ورنہ تلاوت میں مشغول ہو جاتے۔ انتہائی نقاہت کے وقت کچھ دیر آرام فرماتے۔ ظہر سے پہلے بیدار ہو کر تلاوت اور ذکر واذکار کرتے۔ نماز ظہر کے بعد کھانا اور قیلولہ کے بعد تلاوت فرماتے۔ عصر کے بعد عام طور پر برآمدہ میں بیٹھتے، لوگ آتے آپ انہیں نصیحت فرماتے، مگرب سے عشا تک مصروف عبادت رہتے۔ نماز عشاء کے بعد وظائف کا ورد ہوتا کھانا کھا کے کچھ کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ پھر رات ۱۱/ بجے کے قریب آرام فرما ہوتے۔

آخری آرام گاہ گوجیدرہ

مولانا عبدالستار نعمتی کے توسط سے ایک تحریر نظر نواز ہوئی جس سے حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی عقیدت جو سرکار مجاہد ملت قدس سرہٗ سے تھی خوب ظاہر ہوئی۔ حضرت علیہ الرحمہ بچپن ہی سے حضور مجاہد ملتؒ قدس سرہٗ کی تربیت میں بڑھے آپ کے مدرسہ میں پڑھے اور آپ کی تحریک کے فروغ واستحکام کے لئے پوری زندگی وقف کر دی اور بعد وصال تربت کے لئے بھی مرشد کامل کے قدموں میں رہنے اور خانقاہ حبیبیہ میں دفن کی تمنا لئے جیتے رہے۔ لیکن اہل گوجیدرہ پچاس سال سے آپ کو دیکھتے رہے۔ تقویٰ وطہارت کے اس پیکر مجسم کی حیات سے فیض اٹھاتے رہے۔ وفات کے بعد بھی ان نعمتوں سے کہیں محروم نہ رہ جائیں حضرت علیہ الرحمہ کو گوجیدرہ ہی میں آرام فرمانے پر راضی کر لیا۔ ایک معاہدہ تحریری طور پر حاصل کرنے میں گوجیدرہ کے خوش عقیدہ اور خوش بخت مسلمان کامیاب ہو گئے۔ حضرت

علیہ الرحمہ کی تحریر درج ذیل ہے۔

الحمد للّٰہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ و علیٰ الہ واصحابہ وابنہ وحزبہ اجمعین ۔امابعد فقیر غفرلہ القدیر محمد نعمت اللہ قادری حامدی حبیبی کو آقائے نعمت سرکار حضور مجاہد ملت علامہ مولانا الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن القادری رضی اللہ تعالی عنہ نے مارچ ۱۹۶۴ء کو بغرض اصلاح المسلمین جامع مسجد گوجیدرہ کی امامت کی خدمت کے لئے ارشاد فرمایا۔ حضرت موصوف کے حکم ہی پر فقیر گوجیدرہ پہنچا۔ اگر چہ درمیان میں کچھ عرصہ کے لئے الہ آباد و ضلع پڑتاب گڑھ میں دینی خدمت کے لئے بحکم حضور والا حاضر ہونا پڑا، مگر دوبارہ آپ ہی کے حکم کے بموجب گوجیدرہ حاضر ہوا۔

یہاں کے سنی حبیبی قادری حضرات و دیگر احباب اہل سنت کا اصرار پیہم ہوا کہ ”ہم لوگوں کی خواہش ہے کہ آپ بعد وصال بھی گوجیدرہ میں آخری آرامگاہ بنانے کی ہم لوگوں کو اجازت مرحمت فرمادیں تاکہ ہم لوگ حسب خواہش زمین کا انتخاب کرسکیں“ یہ بھی معلوم ہوا کہ احباب نے حسب خواہش زمین کا انتخاب بھی کرلیا ہے۔ مخلصین و محبین کے اصرار پیہم پر فقیر بعد وصال یہاں رہنا منظور کرتا ہے۔ اگر چہ دلی خواہش یہ تھی کہ خانقاہ عالیہ حبیبیہ دھامنگر شریف میں حضور سرکار مجاہد ملت لازالت جلالۃ شمسہ بازغۃ ثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب دو گز زمین مل جاتی تو میرے لئے زیادہ بہتر ہوتا لیکن احباب کے اصرار پیہم پر اپنی دلی خواہش کو قربان کرنا پڑا، ”مرضئ مولیٰ از ہمہ اولیٰ“۔

لھذا اگر دوسری جگہ کہیں بھی فقیر نے داعی اجل کو لبیک کہا تو احباب گوجیدرہ کو اس امر کی اجازت ہوگی کہ وہ میری لعش (مبارک) کو گوجیدرہ لاسکیں گے فقط وھو الھادی الی سواء السبیل وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔ کتبہ الفقیر محمد نعمت اللہ قادری حامدی حبیبی غفرلہ ۳/ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ ۳۱/اگست ۱۹۹۵ء شب جمعہ مبارک۔

اس تحریر میں حضرت کے دستخط کے علاوہ اردو، اڑیا، انگلش میں تقریباً ۹/اشخاص کے دستخط بطور گواہ کے ثبت ہیں۔ اٹھارہ سال، آٹھ مہینے اکیس دن پیشتر جو وعدہ فرمایا تھا اسے آپ نے ۲۴/ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ کو کٹک شفا ہسپتال میں پورا فرمایا۔

اولاد

حضرت علیہ الرحمہ کی اولاد کے تعلق سے تفصیلی معلومات فراہم نہ ہوسکی۔ اتنا پتہ چلا کہ آپ کی پہلی شادی کسی خاتون سے ہوئی اوران سے چند اولاد بھی ہوئی۔ ان کے انتقال کے بعد البتہ دوسری شادی الہ آباد میں ہوئی۔ جو اس وقت حیات سے ہیں، حضرت علیہ الرحمہ کے ساتھ انہوں نے حج وزیارت کی سعادت بھی حاصل کی ہے۔ محترمہ جخن صاحبہ کے پہلے شوہر انتقال کر چکے تھے ان کی طرف سے ایک لڑکا تھا جو ماں کے ساتھ حضرت علیہ الرحمہ کی تربیت میں آیا۔ یہ ہیں صاحبزادہ حافظ قاری محمد شکیل احمد الہ آبادی صاحب۔ حضرت علیہ الرحمہ کی دو بیویوں سے چند لڑکیاں اور کچھ لڑکے ہوئے۔ ان میں بعض بچپن میں، بعض لڑکپن اور جوانی میں بعض اس سے بڑی عمر میں اللہ کو پیارے ہوگئے اس وقت حضرت کی تین صاحبزادیاں اور چند نواسے اور نواسیاں بطور یادگار ہیں۔ خدائے قادر وقیوم انہیں اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین۔

ایک صاحب نے جنات کو مسخر کرنے اور گھر وغیرہ کی بندش کے لئے تعویذ کی اجازت چاہی تو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ ”بابا! ان چیزوں سے دلچسپی کیوں لیتے ہو۔ اسی وجہ سے تو میں اپنے ان ہاتھوں سے نو بچوں کو کھو چکا“۔

اہلیہ محترمہ کے تعلق سے ایک تحریر

۱۹/ستمبر کو آپ نے ایک تحریر خانقاہ نعمتیہ کے اراکین کو اپنی اہلیہ محترمہ کے تعلق سے عطا فرمائی۔ یہ وصال سے ۴۹/روز پہلے کی ہے۔ لکھتے ہیں۔

۸۶/۹۲ء

حامداً ومصلیا ومسلماً

میں اپنے اراکین صدر وسکریٹری وممبران سے خصوصاً وجمیع احباب اہل سنت سے عموماً عرض کرتا ہوں کہ میری حیات میں یا میرے مرنے کے بعد میری اہلیہ جخن صاحبہ کا حال نازک ہونے کی خبر ملنے پر کوئی ایسا انتظام ہوجائے کہ یہاں لایا جاسکے اور میری قبر کے پاس اس کو بھی دفن کر دیا جائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سبھی حضرات کو کونین کی سعادتوں سے مالا

مال فرمائے آمین فقیر محمد نعمت اللہ قادری غفرلہ۔

۱۹/ستمبر ۲۰۱۳ء روز پنج شنبہ

وصیت نامہ

آیئے لگے ہاتھوں حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی ایک آخری تحریر سے تسکین نظر کا سامان فراہم کریں۔ اگر چہ وصیت نامہ میں تاریخ درج نہیں ہے تاہم ذمہ داروں کا کہنا ہے کہ اہلیہ محترمہ سے متعلق تحریر اور وصیت نامہ میں زیادہ فاصلہ نہیں۔ اس لحاظ سے وصال کے تقریباً ڈیڑھ ماہ پیشتر وصیت نامہ حضرت نے لکھ کر عہدہ داروں کی بہت سی الجھنیں دور فرمادی۔ وصیت نامہ درج ذیل ہے۔

۷۸۶/۹۲

حامداً ومصلیا ومسلماً

وصیت نامہ۔ اپنی جامع مسجد کے اراکین وجمیع ممبران کو خصوصاً اور جمیع احباب اہل سنت سے عموماً عرض کرتا ہوں کہ میرے انتقال کے بعد عزیزی مولانا ابوطاہر و مولانا الحاج سید عبدالمسجود صاحب کو غسل سے پہلے بلالیا جائے۔ بہار شریعت کے چوتھے حصہ میں میت کے نہلانے کا طریقہ تحریر ہے۔ کفن موجود ہے نہلانے کے بعد کفن سنت کے مطابق دیا جائے۔ اور جنازے کی نماز مجاھد ملت علیہ الرحمہ کے سجادہ نشیں الحاج مولانا سید غلام محمد سے پڑھوایا جائے وہ نہ مل سکیں تو عزیزی مولانا ابوطاہر یا مولانا عبدالمجید صاحب سلمھم ربھم یا برخوردار حاجی حافظ محمد شکیل صاحب سے پڑھوایا جائے۔

بعد دفن عزیزی عبدالقدوس صاحب سلمہ ربہ سے اذان دلوائی جائے۔ اور سرہانے الم سے مفلحون تک اور پائنتی امن الرسول سے آخر تک پڑھوایا جائے۔ بعدہ مدرسہ کے بچوں سے قرآن شریف کی تلاوت کرائی جائے کم از کم ڈھائی گھنٹہ اور کچھ دیر تک پڑھیں اچھی بات۔

قبر میں لٹانے کے لئے مولانا الحاج عبدالمجید صاحب۔ برخوردار حاجی محمد شکیل صاحب سلمہ ربہ و عزیزی عبدالقدوس صاحب سلمہ ربہ یا جس کو مناسب سمجھیں اتار لیں۔ بعد

دفن فاتحہ پڑھ کر دعاء مغفرت کریں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ سب لوگوں کو کونین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے امین بجاہ سیدنا غوثنا الاعظم ومحبوب رب العالمین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر محمد نعمت اللہ قادری غفرلہ۔

سراپا

پیشانی:۔ کشادہ جس میں سجدہ کی چمک۔

سر:۔ بڑا سا جس پر ہمیشہ دوپلیہ ٹوپی اور اکثر عمامہ ہوتا۔

چہرہ:۔ روشن درازی لئے ہوئے۔

ناک:۔ بڑی اور کھڑی۔

آنکھیں:۔ بڑی بڑی جس میں فراست مؤمنانہ کی جھلک، عام طور پر عینک استعمال فرماتے

کان:۔ بڑے بڑے۔

داڑھی:۔ خوبصورت، زیادہ گھنی نہیں۔

رنگ:۔ صاف، گندم گوں۔

قد:۔ دراز۔

ہاتھ:۔ لمبے لمبے اور مضبوط، عصا بھی ساتھ ہوتا۔

دانت:۔ مصنوعی، تلفظ کی درستگی کے لئے استعمال فرماتے تھے۔

کرامات

حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ کو ہوئی اور ۲۴/ ذی الحجہ ۱۴۳۴ھ کو آپ اللہ کو پیارے ہو گئے اس حساب سے ۹۹/ سال، ۷/ مہینے ۱۰/ دن کی طویل زندگی ملی، جس میں بارہا بیمار ہوئے۔ لیکن وصال سے تقریباً ۴۹/ روز پہلے اہلیہ محترمہ کے تعلق سے تحریر اور وصیت نامہ لکھنا اس پر دال ہے کہ آپ کو بعطائے الٰہی اپنے وصال کے وقت سے آگاہی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ صاحبزادہ حافظ محمد شکیل کے لئے مکان بنا دیا اور تقریباً ۶/ ماہ قبل اپنے پاس بلا لیا اپنے مدرسہ بنام دار العلوم نعمتیہ حبیبیہ، گوجیدرہ میں درجہ حفظ کا مدرس مقرر کیا اپنی حیات کے مکمل آخری حصہ میں یہ سارا اہتمام آپ کی روشن ضمیری

کا بین ثبوت ہے۔ نیز اسی قبیل سے یہ بات بھی ہے کہ ۲؍سال ۱۰؍مہینے سے میں نے آپ کی خدمت میں ڈائری دے رکھی تھی کہ اپنی حیات وخدمات کے حوالے سے کچھ یادداشت تحریر فرمادیں مگر وہ کاپی حضرت نے وصال سے ۱۵؍روز قبل ہی عطا فرمائی۔ اس سے واضح ہے کہ آپ کو دار فانی سے عالم جاویدانی کی جانب سفر کا قبل از وقت علم تھا اور آپ اس سفر کی بھرپور تیاری کر رہے تھے۔

آج سے تقریباً ۱۰؍۱۱؍ماہ پیشتر حضرت کار سے سفر کر رہے تھے آپ کے ساتھ ڈرائیور کے علاوہ آپ کے خادم جناب ظل الرحمٰن نعمتی صاحب بھی تھے ہائی وے میں گاڑی پوری رفتار سے جارہی تھی اچانک ایک اسپیڈ بریکر (ہنپس) سے گاڑی اچھلی، گری اور کئی بار پلٹتی رہی جب گاڑی رکی اور لوگوں کے ہوش ٹھکانے لگے تو دیکھا حضرت کی ذات تو بڑی بات ہے آپ کے ڈرائیور کا بھی کچھ نہیں ہوا، گاڑی سلامت ہے صرف ظلو بھائی کے پیر میں معمولی چوٹ لگی ہے،۔ گاڑی جس تیزی سے پلٹی تھی چاہئے تو یہ تھا کہ پرخچے اڑجاتے، بیٹھنے والوں کی ہڈیاں چور چور ہوجاتیں شناخت مشکل ہوجاتی مگر جب خدائے غفور ورحیم حفاظت فرماتا ہے تو اپنے نیک بندوں کے طفیل ان کے دامن سے لگ جانے والے بھی آفتوں سے بچ جاتے ہیں۔

مفتی وجیہ القمر صاحب رضوانی ایک مرتبہ انجمن کا دعوت نامہ لے کر گوجیدرہ پہنچے اس لئے کہ حضرت نعمت ملت صاحب قبلہ انجمن کے صدر تھے۔ انجمن کی تمام دینی تقریبات میں حضرت کی شرکت ضروری سمجھی جاتی تھی۔ مفتی صاحب پہلی با گوجیدرہ جارہے تھے۔ بھدرک تو بڑی آسانی کے ساتھ پہنچ گئے مگر یہاں سے گوجیدرہ کے لئے کوئی انتظام نہ تھا آج کل کورٹ کے پاس سے چند آٹو چلنے لگے ہیں اس وقت وہ بھی نہ تھا۔ تلاش بسیار کے بعد ایک رکشہ ملا۔ مفتی صاحب رکشہ میں سوار ہوئے رکشہ راستہ کی ناہمواری کا مرثیہ پڑھ رہا تھا اور مفتی صاحب کہہ رہے تھے کہ میں پیدل جاتا تو آرام سے جاتا مشکل یہ تھی راستہ معلوم نہیں تھا۔ رکشہ سے تو نجات مل جاتی مگر رکشہ والے کی رہنمائی سے بھی محروم ہو جاتا۔ خیر خدا خدا کر کے گوجیدرہ پہنچے تو اذان ظہر ہو چکی تھی۔ حضرت علیہ الرحمہ سے ہلکی ملاقات ہوئی اور نماز ظہر میں شریک ہوگئے۔

نماز کے بعد کھانا کھانے کے لئے مفتی صاحب حضرت کے حجرے میں آئے تو دیکھا قسم قسم کے کھانوں اور سالنوں سے پورا کمرہ بھرا ہوا تھا مفتی صاحب دستر خوان پر تھے مگر دماغ کہیں اور تھا۔ الہی! میرے آنے کی خبر کیسے ہوئی؟ نہ ٹیلی فون، نہ تار نہ موبائل۔ بغیر علم کے اتنا انتظام؟ دل سے آواز آئی کہ خاصان خدا کا ہمارے احوال سے آگاہ ہو جانا کوئی نئی یا مشکل بات نہیں۔ ماننا پڑا بلا شبہ یہ حضرت علیہ الرحمہ کی روشن ضمیری، تصرف اور کرامت ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے "اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله" مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ نور الہی سے دیکھتا ہے۔ اس حدیث کی عملی تفسیر مفتی صاحب کی نگاہوں کے سامنے تھی۔

بزرگان دین اپنی کرامتوں کا اظہار نہیں کرتے۔ اس لئے وہ حضرات تعویذات اور پانی وغیرہ پر دم کے ذریعہ بندگان خدا کی خدمت اور اپنی کرامت کو چھپاتے ہیں۔ حضرت علیہ الرحمہ کے تعویذ میں بڑی تاثیر تھی۔ کتنے لاولد کو اللہ تعالیٰ نے اس تعویذ کے ذریعہ اولاد عطا فرمایا۔ کتنوں کی کمائی میں برکت اور کتنے بیماروں کو شفائے کامل مل گئی اس کی تعداد حساب وشمار سے باہر ہے۔

حاجی انور کچھی کی بیوی سخت بیمار ہوئیں۔ بستر سے اٹھنا مشکل۔ ایک ہاتھ شل ہو چکا تھا جیسے لقوہ مار دیا ہو۔ علاج تو بہت کیا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بیچارے حاجی صاحب بہت پریشان رہتے۔ ہر کسی کو اپنا دکھڑا سناتے۔ کائپد رشریف میں قاری قمر الدین صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی۔ حاجی صاحب نے اپنی پریشانی بتائی تو قاری صاحب نے کہا جلدی جاؤ گوجیدرہ میں قاری صاحب قبلہ سے جا کر ملاقات کرو۔ حاجی صاحب گوجیدرہ آئے حضرت علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوئی حضرت نے کچھ پڑھ کر پانی پہ دم کر کے دیا۔ تعویذ دیا۔ حاجی صاحب کا بیان ہے کہ ان کی بیوی جو بستر پر ہمیشہ لیٹی رہتی تھیں تھوڑی ہی دیر بعد اٹھ کر بیٹھ گئیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری صحت یاب ہو گئیں۔

اسی وجہ سے حاجی انور صاحب مرحوم حضرت نعمت ملت کی بڑی قدر کرتے۔ باقی عمر انہوں نے حضرت کی خدمت میں گزار دی۔

حضرت نعمت ملت کی استقامت

صوفیائے کرام نے فرمایا ''الاستقامۃ فوق الکرامۃ'' دینی احکام پر ثابت قدم رہنا یہ کرامت سے بدرجہا بہتر ہے۔ حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی ثابت قدمی اور استقامت فی الدین کی صدہا نظیریں ہیں۔ نماز کے پابند تھے تو اپنے سفر وحضر، تندرستی و بیماری ہر جگہ اور ہر حال میں نماز ادا کرتے۔ سفر میں پلیٹ فارم پر نماز پڑھتے گاڑی چلتی رہتی اور وقت جانے کا خطرہ ہوتا تو چلتی ٹرین میں نماز پڑھتے۔ قیامگاہ پہنچنے پر اعادہ کرتے۔ غشی طاری ہے۔ ذرا فراغت ہوئی ہوش آیا تو نماز کا خیال۔ نوافل کا یہ عالم کہ تہجد کے وقت سر چکرایا، گر پڑے یہ بدھ کا دن تھا دوسرا بدھ آیا تو حضرت اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کی نماز تہجد کبھی قضا نہ ہوئی بزرگوں کے عطا کردہ اوراد و وظائف کے اس قدر پابند کہ ہر روز دلائل الخیرات کا ایک حزب پڑھتے جس دن اہم مصروفیت کی وجہ سے وقت مقررہ پر نہ پڑھ پاتے اس دن سفر میں بس میں پڑھتے۔

ایک واقعہ

وصال سے تقریباً پندرہ روز قبل میں مولانا شمیم کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موبائیل کے ذریعہ آپ کے کلمات ریکاڈ کئے۔ دیر تک گفتگو ہوئی رہی حضرت استنجا کے لئے گئے۔ تھوڑی دیر بعد آئے تو دیکھا حضرت وضو کر کے تشریف لا رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور کیا ہر استنجا کے بعد آپ وضو کرتے ہیں اور ہمیشہ باوضو رہتے ہیں؟ فرمایا کچھ پڑھنا رہتا ہے اس لئے وضو کر لیتا ہوں۔ جبکہ اس وقت دن گیارہ، ساڑے گیارہ بج رہا تھا۔ خادم ظل الرحمٰن صاحب نعمتی نے کہا۔ ہاں حضرت ہمیشہ باوضو رہتے ہیں۔ ہر استنجا کے بعد وضو کر لیتے ہیں۔ مجھے حیرت ہو رہی تھی۔ ننانوے سال کے بزرگ اس کبرسنی اور بوڑھاپے کی ضعیفی نقاہت اور علالت کے باوجود وضو پر اس قدر مداومت بلاشبہ یہ وہ استقامت ہے جو ہزاروں کرامتوں پر بھاری ہے۔

آخرت علالت اور رحلت

۲۳ر اکتوبر ۲۰۱۳ء شب جمعرات نماز تہجد کے لئے بیدار ہوئے۔ نماز تہجد کے

بعد استنجا سے فارغ ہو کر وضو کے لئے جا رہے تھے اچانک سر چکرایا۔ گرے تو سر میں چوٹ آئی اور خون بہنے لگا۔ خادم ظل الرحمن صاحب نے موذن عبدالقدوس صاحب کو بلایا دونوں ملکر اٹھا کر لائے۔ یہ اذان فجر سے پانچ دس منٹ پہلے کی بات ہے۔ نماز فجر کے بعد آپکو کٹک شفا ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ قاعدے کا علاج ہوا اس سے آپ کو بڑا فائدہ پہنچا۔ چار دن کے بعد آپ عصا کے سہارے کھڑے ہوئے، بات کرنے اور کھانا کھانے کے قابل ہو گئے۔ ساتویں دن یعنی منگل کے روز اچانک پریشر بڑھ گیا۔ غشی آنے لگی، ہوش آتا پھر بے ہوشی طاری ہو جاتی، اسی کیفیت میں جب بھی ہوش آتا آپ فرماتے نماز کا وقت ہے؟۔ اگر نماز کا وقت ہوتا تو آپ بیٹھ کر نماز ادا فرماتے۔

منگل کے دن آپ نے حافظ شکیل صاحب سے پوچھا کون سا دن ہے؟ بتایا گیا کہ آج منگل ہے فرمایا: آپ لوگوں کو ایک دن اور تکلیف برداشت کرنی پڑیگی۔ بدھ کے دن فرمایا: آج کون سی تاریخ ہے لوگوں نے ۳۰/ اکتوبر بتایا آپ نے فرمایا: نہیں اردو تاریخ جلد بازی میں لوگوں نے کہا ۲۳/ آپ نے نفی میں سر ہلایا اور فرمایا: نہیں ۲۴/۔

ایسا لگتا ہے کہ پوری تفصیل آپ کے علم میں تھی ذی الحجہ کی ۲۴/ تاریخ اور بدھ کا دن ہوگا۔ جس دن ایک عاشق رسول بارگاہ رسول میں حاضری کی سعادتوں سے مالا مال ہوگا۔ بدھ کے روز بھی ۹/ بجے دن میں آپ نے چاشت کی نماز ادا فرمایا ہے۔ جن کی نفلی عبادتوں کا یہ حال ہے وہ فرض وواجب کے کس قدر پابند ہوں گے۔

آخر وعدہ کی گھڑی آن پہنچی ۲۴/ تاریخ اور بدھ کا دن گیارہ بجکر ۴۰/ منٹ پر لب ہلے لیکن آواز نہیں تھی۔ اس کے بعد ہاتھ پیر سیدھا کر لیا۔ اور آپ نے ہمیشہ کے لئے آنکھیں موند لیں۔ **انا للہ و انا الیہ راجعون.**

بڑی تیزی سے حضرت علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر پھیل گئی۔ اس وقت سے لے کر دوسرے دن دوپہر تک جتنا فون آیا تقریباً سب میں حضرت کی رحلت کا تذکرہ تھا۔ لاش مبارک کٹک سے آستانہ مجاہد ملت دھامنگر شریف پھر بھدرک ہوتے ہوئے گوجیدرہ رات ۷/ بجے تک پہنچ گئی۔ کٹک سے گوجیدرہ تک ہر بس اڈے پر عقیدت کشوں کی بھیڑ تھی۔ لوگ پھولوں کا گل دستہ لئے کھڑے تھے۔ رات بھر اور دوسرے دن ۱۱/ بجے تک زائرین کی آمد کا

سلسلہ جاری تھا اس لئے عید گاہ میں آپ کی عام زیارت کرائی گئی۔ ۱۱ر بجے غسل ہوا۔ غسل دیتے وقت لوگوں نے دیکھا سلائن سینے کے پاس لگائی گئی تھی غسل کے وقت اس سے تازہ خون جاری تھا وصال کے چوبیس گھنٹے گذر جانے کے بعد بھی گرم گرم لہو اس جگہ سے بہہ رہا تھا جو حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ کی زندگی کی حرارت کا پتہ دے رہا تھا۔ غسل دینے والوں نے اس پر روئی کا موٹا سا پھایہ رکھ کر کفن پہنا دیا۔ کفن پہنانے والوں نے یہ بھی دیکھا کہ آپ کے اعضا میں کوئی سختی نہیں ہے۔ زندہ شخص کی طرح ہاتھ پیر ڈھیلے ڈھالے تھے غسل کے بعد نماز ظہر تک پھر زیارت کرائی گئی۔ دیکھنے والے آپ کے روشن چہرے کی آخری جھلک دیکھ رہے تھے۔ چہرہ میں وہی رونق اور وہی تازگی تھی سچ کہا علامہ اقبال نے۔

نشان مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

اب جنازہ ہزاروں عقیدت مندوں کے کندھوں سے ہوتا ہوا اسکول میدان پہنچا نظم وضبط برقرار رکھنے کے لئے مائک سے بار بار اعلان ہوتا تھا آواز صدا بصحرا ثابت ہوتی۔ اللہ بھلا کرے دھامنگر کے تحریک خاکساران حق کے سپاہیوں کا جنہوں نے اتنے بڑے مجمع کو کنٹرول کیا۔ جنازہ بحفاظت تمام میدان لایا گیا۔ پولیس والے بھی ساتھ دے رہے تھے۔ گوجیدرہ کے عوام خصوصا خانقاہ نعمتیہ کے عہدہ داروں نے کم وقت میں بہت کچھ انتظام کیا تھا۔ مفتی قاسم مصباحی نے نماز جنازہ کی نیت اور طریقہ بتایا اور ٹھیک دو بجے حضرت حبیب ملت صاحب قبلہ نے حضرت علیہ الرحمہ کی وصیت کے مطابق نماز جنازہ پڑھائی۔ اس دن کا سورج ڈوبتے ڈوبتے علم وادب، تقویٰ وطہارت، پاکدامنی وپاکبازی، فضل وکمال کا ماہ درخشاں گوجیدرہ کی خاک میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔

گویا کہ حضرت نعمت ملت علیہ الرحمہ اب ہم میں نہیں رہے لیکن گوجیدرہ کی دومنزلہ وسیع وعریض جامع مسجد، بلند اور خوبصورت گیٹ، عید گاہ، دار العلوم نعمتیہ حبیبیہ، لڑکیوں کا مدرسہ، دھامنگر شریف میں خانقاہ نعمتیہ کی شاندار دومنزلہ عمارت آپ کی حسین یادگار ہیں۔ جن کی حفاظت وصیانت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

نہیں ہے میر میخانہ مگر فیضان باقی ہے
ابھی تک میکدے سے بوئے عرفانی نہیں جاتی

ڈائری کا زیروکس

۴

Page No.			
Date			

۲۵۔ مناظرہ کے وقت، بدمذہبوں سے مقابلہ کے وقت لاحق پریشانیوں کے ازالہ کیلئے تائید غیبی کی کوئی مثال؟ یا اس وقت بزرگوں کی کوئی عنایت؟

۲۷۔ حضرت علیہ الرحمہ کا کوئی خط، کوئی عمامہ یا کوئی اور تبرک؟ آپ کے پاس ہے؟

۲۸۔ آپ کے خلفاء کے اسماء اور مستقر پتہ یعنی خلفاء اس وقت کہاں اور کس طرح کی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

۲۹۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ کے اسماء اور پتہ؟

حضور کی خدمت میں بصد خلوص و ادب عرض ہے کہ فرصت کے وقت کچھ کچھ یادداشت تحریر فرمادیں تاکہ آئندہ نسلیں اپنے محسن کے کردار و عمل کی روشنی میں اپنے مستقبل کو پرنور بناسکیں۔ فقیر آپ کی ان یادداشت کو اپنے لب و لہجہ میں کتابی شکل دینے کا متمنی ہے۔ امید کہ اس سعادت سے فقیر کو محروم نہیں رکھیں گے۔ والسلام

طالب دعا، کفش بردار

محمد حنیف خاں رضوی

خادم الحدیث دار العلوم جامعہ ملت

مورخہ ۱۵ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۲۰۱۰ء

Teacher's Signature __________

حضرت کے چند تبرکات

Page No.
Date

۵ ۶۷۸

۱- ۱۴ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ بمقام گورہی پوسٹ رام پور ضلع غازیپور

۲- والدہ مرحومہ کا نام حشمت بی والد مرحوم کا نام نور محمد

۳- خاندانی فقرا کرام سے متعلق رہا

موضع بلہری ضلع غازیپور ایک پوسٹ آفس گدسی اسٹیشن
بلہری آبائی گاؤں ہے۔ شاہ انگس بابا کی تکیہ کے نام سے مشہور ہے
میرے خاندان کے بہت افراد یہیں مدفون ہیں
میری پیدائش نانہال میں ہوئی
گورہی کے اسکول میں ابتدائی تعلیم رہی۔

۱۳۵۴ھ بنارس آیا (میرے ایک چچا تھے) یہاں دن میں بنارسی ساڑی کا
کام کرتا تھا اور بعد نماز مغرب مدرسہ اشاعت الحق بازار سدانند
میں قرآن شریف پڑھتا تھا۔ ختم قرآن پاک کے بعد حافظ
پڑھنے کا خیال ہوا۔ تب ہی حافظہ شریف شروع کیا ایک ہفتہ میں
ایک پارہ حفظ کر لیا۔ میرے والد صاحب علیہ الرحمہ مجھکو دیکھنے کیلئے
بنارس آئے تو میں نے کہا کہ میں کام نہیں کرونگا۔ میں اب پڑھونگا
والد صاحب نے چچا مرحوم سے بات کیا تو انہوں نے جب کہا جب کام نہیں
کرینگے تو کھانا کہاں سے کھائینگے۔ میں اپنے گھر کھانا نہیں کھلاونگا

Teacher's Signature

۱۰

کیمبج ۲۰ ربیع الاول کا تھا۔ پونے تین گھنٹے بیان فرمایا

جو میں نے مولانا سید احسان علی صاحب کا اعلان کرنا چاہا تو حضرت شاہ

نعیم اشرف صاحب نے مائک پر آکر فرمایا۔ اب اس بیان کے بعد

کسی کا بیان کرنا ایسا ہے کہ سورج کو چراغ دکھانا ہے

میری رائے ہے کہ اب سب کھڑے ہو جائیے اور سلام پڑھ لیجئے

بعد سلام حضرت شاہ نعیم اشرف صاحب نے مختصر دعا پر جلسہ ختم کیا

دوسرے دن اکثر احباب نے بتایا کہ محترم کل حضرت کی جو تقریر ہوئی ایسی تقریر

تو ہم لوگوں نے کبھی کسی سے سنی ہی نہیں ....

میں نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ تقریر مجھے لکھوا دیجئے تو حضرت نے

فرمایا ارے بابا دھا شکر دو چار روز ٹھہر جاؤ پھر تو لکھوا دوں

مگر اس کا موقعہ نہ ہو سکا

مرض مولانا از بہمہ ادلی

Date

۱۹۴۶ء میں پاکستان کی حمایت میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی.....
جس کے صدر باوقار پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ تھے
صبح ازجے مجلس استقبالیہ میں میں بھی حاضر تھا
ہم اس عالم تھے دوران میں پیر جماعت علی کی زبان سے
مسٹر جناح کو ولی کہدیا - آپ کے لخت مجاہد ملت علیہ الرحمۃ
فوراً کھڑے ہو گئے اور مسٹر جناح کے ولی کہنے پر فرمایا کہ
مسٹر جناح کے ولی ہونے کی دلیل بیان کیجئے تو کچھ دیر بعد سوچ کر
فرمایا کہ جس کو مسلم اکثریت مانتی ہو وہ ولی ہے
مجاہد ملت نے فرمایا کہ اس دلیل سے تو گاندھی بھی ولی ہے کہ
اس کو ہندو اور مسلم اکثریت بھی مانتی ہے جس کے ایمان اور اسلام
کا بھی پتہ نہیں ہو سکا آپ نے ولی کہدیا
آپ پر توبہ لازم ہے.....
پیر جماعت علی شاہ نے فوراً توبہ کیا اور فرمایا کہ میں بوڑھا ہوں

Teacher's Signature

۱۲

Date

کبھی کبھی کچھ نہ کچھ کہا جاتا لہٰذا آپ لوگ میری جگہ پر
کسی کو صدر بنا لیجیے اور صدارت میرا اس شخص قبول کرے
لہٰذا اس وقت محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد صاحب کچھوچھوی کو
صدر چن لیا گیا ۔
شب کے اجلاس میں محدث اعظم کے صدر ہونے کا اعلان ہو گیا
اور شب کے جلسہ میں حضرت مولانا مصطفٰی رضا خاں علیہ الرحمہ
کو مفتی اعظم ہند کا بھی اعلان ہوا ۔
یہ اجلاس اپریل کی ۴ و ۵ و ۶ و ۷ اپریل ۱۹۴۶ء کو بنارس میں
فاطمان کے وسیع میدان میں ہوا تھا ۔ ان اجلاس کے سارے
اخراجات اعلیٰحضرت کے ایک خلیفہ حاجی جلال الدین بنارسی نے کی
رب تعالیٰ ان کو نیک جزاؤں سے مالا مال فرمائے آمین ثم آمین

Teacher's Signature

۷۸۶
۹۲

حامداً و مصلیاً و مسلماً

میرا اپنے اراکین صدر و سکریٹری و ممبران سے خصوصاً
و جمیع احباب اہل سنت سے عموماً عرض کرتا
ہوں کہ اب حیات میں یا میرے مرنے کے بعد
میری اہلیہ شبن صاحبہ کا حال نازک ہونے
کی خبر ملنے پر کوئی ایسا انتظام ہو جائے کہ
یہاں لایا جاسکے اور میری قبر کے پاس
اسکو بھی دفن کر دیا جائے اللہ تبارک و تعالیٰ
آپ سب حضرات کو دین کی سعادتوں سے مالا مال
فرمائے آمین فقیر محمد نعمت اللہ قادری غفرلہ

۱۹ ستمبر ۲۰۱۳ء روز پنجشنبہ

۷۸۶

"حامداً ومصلیاً ومسلماً"

وصیت نامہ

میں اپنے جامع مسجد کے اراکین و جمیع ممبران کو خصوصاً جمیع احباب اہل سنت کو عموماً عرض کرتا ہوں کہ میرے انتقال کے بعد عزیزی مولانا ابوطاہر و مولانا الحاج سید عبد المعبود صاحب کو غسل کے لیے بلا لیا جائے — بہار شریعت کے چوتھے حصہ میں میت کے نہلانے کا طریقہ تحریر ہے ----
کفن موجود ہے نہلانے کے بعد کفن سنت کے مطابق دیا جائے — اور جنازہ کی نماز مجاہد ملت علیہ الرحمہ کے سجادہ نشین الحاج مولانا سید غلام محمد سے پڑھوایا جائے وہ نہ مل سکیں تو عزیزی مولانا ابوطاہر یا مولانا عبد المجید صاحب سلمہم ربہم یا برخوردار حاجی حافظ محمد شکیل صاحب پڑھا جائے ...
بعد دفن عزیزی عبد القدوس صاحب سلمہ سے اذان دلوائی جائے — اور پائنتی آمن الرسول آخر تک پڑھا جائے — اور سرہانے الم سے مفلحون تک پڑھا جائے — بعد مدرسہ کے بچوں سے قرآن شریف کی تلاوت کرائی جائے کم از کم ڈھائی گھنٹہ اور کچھ دیر تک پڑھیں اچھی بات ......
قبر میں اتارنے کیلئے مولانا الحاج عبد المجید صاحب برخوردار حاجی حافظ محمد شکیل صاحب سلمہ ربہ و عزیزی عبد القدوس صاحب سلمہم ربہم یا جس کو مناسب سمجھیں اتار لیں — بعد دفن قبر پر کھڑے ہو کر دعا و مغفرت کریں — اللہ تبارک و تعالیٰ آپ سب لوگوں کو نیکی کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے آمین بجاہ سیدنا غوثنا الاعظم و محبوب رب العلمین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فقیر محمد نعمت الرشیدی